الحکم

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے عہ خواص سے عـــہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب غیر مستطیع احباب سے ...

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم یا تو گر آئی بہار قادیاں بینی!! | ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی | دوا بینی شفا! بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۱۷ | ۷-۱۴ / ۲۱-۲۸ اپریل ۱۹۱۳ء مطابق ربیع الثانی و جمادی الاول ۱۳۳۱ ہجری علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام | نمبر ۱۳-۱۴ / ۱۵-۱۶

ترجمہ صحیح بخاری

صحیح بخاری اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اصح الکتب ہے۔ اس بابرکت کتاب کی گذشتہ صدیوں میں اس قدر شرح لکھی گئی ہیں کہ کسی دوسری کتاب کو یہ عزت نصیب نہیں ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بخاری کی شان بہت بلند ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ بعض لوگ صرف صحیح بخاری کی زیارت کے لیے سفر کیا کرتے تھے۔ مگر آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے پریس اور کاغذ کی ایک ایسی نعمت عطا کر دی ہے کہ وہی صحیح بخاری دو روپیہ تک ملجاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نورالدین کو (متعنا اللہ بطول حیاتہ) جو ذوق اور فہم سلیم اللہ تعالیٰ کی کتاب کا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس کے بعد دوسری کتاب جس سے اس کو بے حد محبت اور شغف ہے وہ صحیح بخاری ہے۔ صحیح بخاری کو جس رنگ اور شان سے وہ سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔ دوسروں کو یہ نعمت نہیں دیگئی۔ ہاں کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہو جس کا ہمیں علم نہیں تو یہ جدی بات ہے۔ حضرت امیر المومنین نے بارہا بخاری شریف کا بھی درس دیا ہے ہر چند وہ خاص درس ایک عام درس کہا جا سکتا ہے۔ مگر در اصل وہ خاص ہی ہوتا تھا۔ مگر اب آپ نے قرآن مجید کے ایک عام درس کی طرح بخاری کا بھی ایک عام درس شروع فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھے بھی موقعہ دیا کہ میں اس درس سے فایدہ اٹھاؤں اور دوسروں کو پہونچاؤں میں نے حضرت کے اس درس کو جمع کرنا اور ترتیب دینا شروع کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت کو بغرض اصلاح دیا آپ نے نہایت غور سے اس کی اصلاح فرمائی۔ اور چاہا کہ یہ چھپ جاوے۔ میں اپنے پریس کی مشکلات کی وجہ سے نہیں چاہتا تھا کہ میں اس میدان میں قدم رکھوں مگر حضرت کی توجہ دلانے پر اور وعدہ امداد پر میں نے اس کے اعلان کا حوصلہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے عام درس میں بخاری کے اس ترجمہ اور شرح کے چھپ جانے کی خواہش کا اعلان فرمایا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور مفتی صاحب اور ایڈیٹر صاحب نور کو مخاطب کرکے فرمایا کہ وہ اس کا اعلان اپنے جراید میں کریں۔ پس میں احباب اور ناظرین الحکم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ صحیح بخاری کے اس ترجمہ اور شرح کی اشاعت کے لیے اپنے اموال قربان کریں۔ میرے لئے نہیں اس کتاب کی خدمت کے لئے اور حضرت امیر المومنین کی ایک پاک خواہش کے پورا کرنے کیلئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کے لئے یہ ایک تحریک ہوگی کہ ہم آپ کے اس جوش کیلئے مالی قربانی کریں۔ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ یہ ترجمہ اور نوٹ کیسے ہیں؟ حضرت خلیفۃ المسیح کے درس سے ان کا لیا جانا ہی اُن کی خوبی اور عمدگی کی دلیل ہو سکتا ہے۔

مجھے اس صاف گوئی کے لیے میرے دوست اور جماعت کے بزرگ معاف رکھیں کہ جہاں تم تعلیم انگریزی پر ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہو وہاں اشاعت قرآن کریم اور اشاعت ملفوظات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے تم نے ابھی کچھ بھی نہیں کیا۔ میں نے حضرت امیر المومنین کی تفسیر کو ترجمۃ القرآن کی صورت میں تمہارے سامنے رکھا۔ لیکن تین سو سے زیادہ اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔ قرآن کریم کی اشاعت کے سوال میں روپیہ یا قیمت کا سوال ایک نہایت بھدا اور بیہودہ سوال ہے میں نے بارہا توجہ دلائی کہ اگر احباب کوشش کریں اور اس کی بکثرت اشاعت کریں تو یہ **نایاب مجموعہ** انہیں بہت ہی سستے داموں پر مل سکتا ہے۔ مگر عملی جواب کچھ نہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے اگر فرض کر لیا جاوے کہ اگر وہ گراں قیمت تھی تو بھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کیلئے یہ سوال وزن دار نہیں۔ مگر اس کو مان کر پھر میں پوچھونگا کہ صدر انجمن کے دفتر سے جو **تفسیر القرآن** شایع ہوئی تھی اس کی تعداد بھی چار سو سے اوپر نہ بڑھی اور اب تو ہر رپورٹ میں اسکی کمی کی دلشکن خبر موجود ہے۔ اور سہ ماہی دار نکلنے کی بجائے اب اس کی اشاعت غیر میعادی ہو چکی ہے۔ یہی ناقدری کی ایک دلیل ہے۔ سلسلہ کو قایم ہوئے چوتھائی صدی گذرنے کو ہے مگر قرآن مجید کا ایک بھی صحیح ترجمہ احمدی قوم اپنی جماعت کو نہیں دے سکی۔ حضرت امیر المومنین کے ترجمے کے بارہا اعلان ہوئے اور وہ ایک پارے سے آگے نہ جا سکا۔ یہ باتیں اگر تمہیں غیرت دلا سکتی ہیں تو کافی ہیں۔

معذرت

مطبع کے بعض تقایص کی وجہ سے اخبار کی اشاعت میں تعویق ہو رہی ہے جس کا معقول انتظام درپیش ہے

(انوار احمدیہ پریس قادیان شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر و پرنٹر)

اتحاد کی ضرورت تعلیم کی جارہی ہے۔ اس کے لئے مختلف سمتوں سے آوازیں اُٹھ رہی ہیں۔ مگر وہ غافل ہیں اور نہیں جانتے کہ اصل علاج یہی ہے کہ وہ ایک امام کیساتھ تعلق پیدا کریں۔ بہرحال ضرورت احیاء کی ماں ہے۔ وہ وحدت کی ضرورت محسوس کریں گے تو چارہ کار بھی پائیں گے الحکم کے ناظرین جانتے ہیں کہ سیاسی پولیسی کے متعلق الحکم کیا سلسلے دیتا آیا ہو خیر عربی زبان کی اشاعت و ترویج کے متعلق متعدد مرتبہ اس نے کہا کہ مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت کے لئے یہ بڑا ذریعہ ہے۔ مگر آجکل کے گرد باد میں اُس کی کون سن سکتا تھا لیکن وہ یہ سن کر خوش ہونگے کہ اب مصر سے بھی یہی آواز آئی ہے وہاں کے ایک بہت بڑے اہل قلم نے ایک اعلان چھپوا کر عامۃ المسلمین میں تقسیم کیا ہے جس کے بعض حصے ذیل میں درج ہیں (۱) ہر مسلمان کا نصب العین ہونا چاہیئے کہ مومن کو مومن کیلئے باعث قوت و موجب قوت خیال کرے رسالت محمد پر ایمان لانیوالے اور قرآن کے متبع آپس میں بھائی بھائی ہیں مذہبی تعلق تمام تعلقات سے زبردست اور مستحکم ہے لہذا قومی اور سیاسی اختلافات کی ذرا پرواہ نہ ہونی چاہیئے غرض آیۃ کریمہ یایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کو ہر مسلم اپنا اصل اصول بنائے اور سختی کیساتھ اس کا پابند ہے (۲) مختلف اطراف و اکناف کے علماء کبار کا فرض ہے کہ وہ عامۃ مسلمین کی رائے کے مطابق قسطنطنیہ یا مکہ میں جمع ہو کر تبادلہ خیالات کریں اور بتائیں کہ مسلمانوں میں کونسی مرض ہیں جنکی وجہ سے وہ ترقی نہیں کر سکتے ہماری شریعت اور ... میں کونسے جدید امور شامل ہو گئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ علمائے کرام اس کو قبول فرما کر بہت جلد عملی کارروائی شروع کرینگے۔ (۳) عربی ترکی فارسی اور اردو زبانوں میں متعدد مذہبی رسایل شایع کئے جاویں جو امور مذہبیہ کے علاوہ ... مت کا تذکرہ تک نہ کریں ورنہ ممکن ہے کہ کبھی دول انہیں بند کر دیں اور وہ کما حقہ اپنا فرض ادا نہ کر سکیں (۴) ایک مدرسہ کھولا جائے جس میں اشاعت مذہب کے طریق اور باطل پرستوں کے مقابلہ کی تعلیم دیجائے اور متعدد بلاد اسلامیہ کی زبانیں سکھائی جائیں اسکے بعد فارغ شدہ طلباء کی ضروریات کی کفالت اپنے ذمہ لیکر ان جدید علماء کو مختلف ممالک میں بھیجا جائے وہ وہاں جا کر مسلمانوں کی تمدنی اور اخلاقی اصلاح کریں مسلمان اپنی مذہبی زبان عربی کی تعلیم و تعلم کو اپنے اوپر فرض سمجھیں دار الفنون عثمانی، علیگڈھ کالج اور قازان۔ قوقاز۔ ترکستان، چین اور افغانستان وغیرہ مدارس اپنی پوری توجہ عربی کیطرف منعطف کریں وہ ... زبان کو ...

ریمارک

خریداران الحکم یاد رکھیں

پریس کی بعض دقتیں میرے راستہ میں ہیں

ہم اسی ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

سمجھتا ہوں۔ کوئی نئی ... محض کیوجہ سے یہاں مزدوروں کے ملنے میں سخت دقتوں کا سامنا ہو رہا ہے۔ صدر انجمن کے ضمیمہ تعمیرات میں بھی مزدوروں کی آئے دن مانگ رہتی ہے ... اور بعض دوسرے

اسباب موجب روک ہیں انشاء اللہ جلد دور ہو جائیں گے۔

ٹریکٹ سیریز

خدا کے فضل کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے منہ سے ایک بات نکلی کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شایع کرو اس پر کثرت کیساتھ ہمارے مختلف احباب نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق حصہ لیا اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ لاہور سے جس کثرت کیساتھ ٹریکٹ شایع ہوئے ہیں وہ کسی اور جگہ سے نہیں۔ مگر یہ بے انصافی ہو گی۔ اگر یہ نہ بتایا جاوے کہ انجمن اخوان کے ٹریکٹ سب جماعتہائے احمدیہ کی سعی اور شراکت کا نتیجہ ہیں۔ تمام جماعتیں ان کی اشاعت میں حصہ لیتی رہیں۔ البتہ قاضی فضل کریم صاحب احمدی لنڈا بازار لاہور ڈاکخانہ نولکھا نے دو ٹریکٹ وفات مسیح اور آمد مسیح پر نہایت لطیف ٹریکٹ شایع کئے ہیں جو صاحب چاہیں اُن سے صرف محصولڈاک بھیجکر منگوالیں۔

ایسا ہی ہمارے مکرم بھائی قاضی حبیب اللہ صاحب اور صوفی احمد دین صاحب اور ملک مبارک علی صاحب نے جو ٹریکٹ نصایح کے عنوان سے شایع کیا ہے وہ بہت ہی قابل قدر ہے یہ ٹریکٹ کئی پہلوؤں سے قابل قدر ہے اول اسلئے کہ یہ بظاہر غریب مگر دل کے امیر اور مخیر احمدی دوستوں نے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصنیف سے بطور اقتباس لیا ہے۔ میں اس سے ان بزرگوں کی اس محبت کی خوشبو سونگھتا ہوں جو ان کو حضرت کے کلام سے ہے اور اسکی اشاعت کا جوش ان کے دل میں ہے۔ حقیقت میں جو درد جو جوش۔ جو اخلاص اور آیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں ہے دوسروں کو وہ کب ملسکتا ہے اس لحاظ سے یہ ان تمام ٹریکٹوں سے بڑھ کر ہے جو صاحب چاہیں صوفی احمد دین صاحب دوزی باف موتی بازار لاہور یا قاضی حبیب اللہ صاحب سوداگر کوئلہ مکڑی بیڈن روڈ لاہور یا ملک مبارک علی صاحب تاجر چوب لاہور بیرون بھاٹی دروازہ سے منگوالیں محصولڈاک بھیجدیں۔

صوفی صاحب اس قسم کے ٹریکٹوں کے سلسلہ کو جاری رکھیں گے تو سلسلہ کی ایک بیش قیمت خدمت کریں گے۔

میں ان تمام کوششوں کو قوم کے لئے بابرکت سمجھتا ہوں جس نسبت کیساتھ قاضی فضل کریم صاحب اور صوفی احمد دین صاحبان کے ٹریکٹ چھپے ہیں وہ قابل رشک ہیں۔ سہارنپور کی جماعت نے بھی کسر صلیب کے عنوان سے ایک ٹریکٹ شایع کیا ہے اور انہوں نے بھی اس راز کو خوب سمجھا ہے جو صوفی احمد دین و قاضی حبیب اللہ صاحب نے پایا ہے جماعت سہارنپور نے بھی حضرت مسیح موعود ہی کے ایک اشتہار کی تجدید کی ہے۔ بہرحال یہ تمام کوششیں بابرکت اور قابل قدر ہیں اللہ تعالےٰ ان بزرگوں کو جزائے خیر دے۔

العصر

یہ ایک نیا اور قیمتی اضافہ ہے جو اردو لٹریچر میں ایک ماہواری رسالے کی صورت میں ظہور ہوا ہے۔ اس کے مالک اور ایڈیٹر ہمارے ایک پرانے اور قابل ہمعصر مسٹر پیارے لال شوق میرٹھی ہیں۔ جو ادیب جیسے رسالہ کے بھی ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ یہ رسالہ ہر پہلو سے قابل قدر اور مفید دلچسپ مضامین کا مجموعہ ہے جو لوگ اردو زبان کے مسلّم اور مشہور اہل قلم بزرگوں کے مضامین پڑھنا چاہتے ہیں وہ اسے ضرور خریدیں اس رسالے کے متعلق میں پھر لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں قیمت سالانہ للعہ۔ مینیجر العصر لکھنؤ سے ملیگا۔

مساوات

ایک جدید اخبار ہے جو الہ آباد سے شایع ہوا ہے۔ اخباری حیثیت سے بہترین اخبارون میں شمار ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں قومی روح پیدا کرنا چاہتا ہے اسکی اعتدال پسندی اور متانت قابل تعریف ہے۔ قیمت للعہ سالانہ اس کی خوبیوں کے لحاظ سے بہت نہیں ہے۔

مدینہ بجنور

میرے پرانے دوست مجید حسن صاحب منیجر نے بجنور سے جاری کیا ہے۔ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں آغا بلند شہری جیسے کہنہ مشق شامل ہیں۔ اخباری خوبیوں میں اپنے اعلےٰ درجہ کے معاصرین سے کم نہیں ہے۔ اپریل سے اس کی تقطیع وغیرہ میں ایسی تبدیلی کر دی ہے کہ گویا وہ الہلال کلکتہ کا چھوٹا بھائی ہے مضامین میں بھی اسی قسم کی روح ہے۔ قیمت سالانہ ہے۔

مدینہ

ہندوستان کے مسلمانوں کو عرصہ سے ایک ایسے اخبار کی ضرورت تھی۔ جو قومی حقوق کی حفاظت کے ساتھ ہی مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کا بھی جامع ہو کیونکہ اس وقت جسقدر مسلمانوں کی اخبارات جاری ہیں وہ یا تو خالص مذہبی ہیں یا صرف قومی۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہم نے اخبار مدینہ نکالا ہے جو ایک سال سے نہایت خوبی کے ساتھ اپنی مذہبی و قومی اور سیاسی حقوق کی حفاظت ہر جو ملک کے زبردست اہل قلم اور روشن خیال مدیر مولانا آغا رفیق صاحب بلند شہری کی ایڈیٹری میں نہایت خوبی کیساتھ انجام دے رہا ہے اور جس میں اس نے ایک سال کے اندر قابل فخر کامیابی حاصل کی ہے اگر آپ نے ایسے مفید و ضروری اخبار کو ملاحظہ نہ فرمایا تو جلد اس کا نمونہ منگا کر دیکھیئے اور بعد ملاحظہ خریداری سے اعانت فرما کر مالک و منیجر کی ہمت افزائی کیجیئے نمونہ مفت۔ قیمت سالانہ عہ المشتہر منیجر اخبار مدینہ بجنور یو۔ پی

صحیفہ

اُردو اخبارات میں اخبار صحیفہ کو جو امتیاز حاصل ہے وہ اس کی چودہ سالہ اہم و وقیع خدمات ملک و قوم سے ظاہر ہے۔ صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ میں یہی وہ اخبار ہے جس کو یہ شرف ہو سکتا ہے کہ اس کے دیکھنے والے ملک و قوم کے اعلےٰ ریفارمر رکن اور لیڈر ہیں اخبار صحیفہ ایک خالص قومی و ملکی اخبار ہے جسکی متانت و سنجیدگی اور معاملات پر بہتریں بحث و رائے ہمیشہ ملک و قوم کو فایدہ پہونچاتی رہی اگر ایسے مفید و بہتر اخبار کو جو ملک کے مشہور اہل قلم اور روشن خیال مدیر مولنا آغا رفیق صاحب بلند شہری کی زیر ایڈیٹری اپنے فرائض کو نہایت خوبی کے ساتھ ادا کر رہا ہے آپ نے ابتک خرید نہیں فرمایا یا نہیں دیکھا ہے تو درحقیقت میں آپ ایک بہترین علمی ذخیرہ سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ جلد اخبار صحیفہ کو خرید فرماویں اور اس کی پاکیزہ تحریروں اور زریں آراء سے فایدہ اوٹھائیں نمونہ مفت قیمت تین روپیہ سالانہ ششماہی عہ

المشتہر: منیجر اخبار صحیفہ بجنور۔ یو۔ پی

مسلمانانِ ہند ناجائز جوش و خروش سے بچیں

الحکم کے ناظرین خوب جانتے ہیں کہ الحکم عرصہ سے مسلمانوں کو یہی مژدہ دے رہا تھا کہ وہ ناجائز جوش و خروش سے بچیں۔ مگر الحکم کی اس قسم کی تحریروں کو بزدلی خوشامد پر مبنی کہا جاتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب ہر طرف سے یہی آواز آنے لگی ہے۔ چنانچہ ہمعصر مدینہ لکھتا ہے کہ:

"گورنمنٹ ہند کے زیر اثر رہ کر ہمیں جسقدر آزادی حاصل ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ ہم ہر وقت گورنمنٹ ہند کی خوشنودی کو اپنا نصب العین سمجھیں اور گورنمنٹ کی خیر خواہی کرتے رہیں خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ گورنمنٹ ہند کی سرپرستی میں ہمیں ہر ممکن سے ممکن فواید حاصل ہوئے۔ اور ہمارے جذبات کا خیال کیا جاتا ہے۔ اسلئے ہمارا بحیثیت قایم مقام قوم فرض ہے۔ اور ہم مسلمانان ہند کو بتائیں کہ وہ گورنمنٹ ہند کی وفاداری میں بہت مستحکم رہیں۔ اور کسی ایسے جوش و خروش کا اظہار نہ کریں جو گورنمنٹ ہند کی ناخوشی کا موجب ہو گورنمنٹ ہند ہمارے ابر رحمت سے کم نہیں اور ہم اوس کو اپنے لئے بہتر ین حکومت خیال کرتے ہیں جو راحت اور آرام گورنمنٹ ہند کی حکومت میں حاصل ہے وہ بہت مشکل سے کسی دوسری حکومت میں میسر آسکتا ہے"

امیر المومنین نورالدین کا ایک مکتوب!

حضرت امیر المومنین کا ایک مکتوب جو خلافت پر شدہ پر روشنی ڈالتا ہے حسن اتفاق سے ہمیں ملگیا ہے۔ جس کو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ڈیر مولنا۔ السلام علیکم:۔

۱۔ جناب ایک ماہ کامل گھر سے باہر رہے۔ کیا ہی پسندیدہ بات ہوتی۔ اس میں قادیان دیکھ لیتے ۔ خاکسار ضرور آمد و رفت اور کچھ زاید شکر کر دیتا۔ اور اب بھی جناب کو انشاء اللہ تعالے کوئی ضرر نہ پہونچتا۔

(۲) غور فرمائیے اللہ تعالے کے دشمن۔ ملائکہ کے دشمن جبرائیل و میکائیل کے دشمن ہوئے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ۔

آدم۔ ابراہیم۔ داؤد۔ سلیمان۔ یوسف۔ موسیٰ اور عیسےٰ کے دشمن ہوئے۔ ابلیس۔ شیطان۔ نمرود و آزر۔ رحیام۔ ساول یوسف کے بھائی فرعون ادریافا۔ ہمارے سید مولا خاتم النبیین رسول رب العلمین۔ شفیع یوم الدین صلے اللہ علیہ وآلہ واجمعین کے اعداد۔ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ربیعہ۔ عقبہ۔ ابی۔ ابی بن سلول ولید وغیرہ وغیرہ۔

کیا خلفاء کے دشمن نہ ہوں عجب عجب العجب۔

مسلمانوں کے۔ ہندو عیسائی مسیحی یہودی۔ دشمن۔ بلکہ مسلمان میں مقلد وغیر مقلدوں کے شیعہ و خوارج کوئی کس دشمن سے خالی نہیں۔ ایک خلیفہ کے وقت تمام عرب سوائے مکہ و مدینہ وجواثی کے دشمن۔ اسود عنسی مسلیمہ۔ وغیرہ جنمیں بعض تو بالکل جاہلیت میں چلے گئے۔ بعض نے اپنے اپنے نبی بنائے۔ بعض زکوٰۃ کے منکر ہی تھے۔ بعض زکوٰۃ کو مدینہ میں بھیجنے کے منکر ہو گئے

مولنا کوئی مومن دشمن سے خالی نہیں رہا نہ رہیگا۔ میرے جیسے کے ہزاروں دشمن ہیں۔ ایسی صاف بات قدرت الٰہیہ سے بحث کی نیچے آگئی اللہ اللہ۔ تمام عرب میں مخالف وارتداد آپ فرماتے ہیں مخالف کون۔ سنئے ایک تو وہ تھے جنکی ایک عورت مولی مرتضیٰ کو ملی۔ حنفیہ اس کا نام محمد علی علیہما السلام کی ماں۔

دوسرے کے حصہ میں ایران و ایران وشام مصر اعدا سے بھرا پڑا تھا۔ تیسرے کے دشمن تمام خوارج تھے۔ چوتھے کے اعدا شیعہ ملتان سے پوچھ لیجیے۔ ایسی سیدھی ظاہر صاف بات پر آپکا سوال حیرت ہے۔ ہاں آپ کی طرز تحریر سے یہ بات مجھے ثابت ہو گئی ہے آپ جواب الجواب میں کسی قدر مقابلہ مد نظر رکھتے ہیں۔ مولنا خلیفہ بنانا میرے نزدیک صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ پھر ابوبکر کو مولنا کیا ضرورت پڑی کہ آیۃ استخلاف سے استدلال کرتا۔

میں بہت بار عرض کر چکا ہوں۔ اجماع کیا ہوتا ہے۔ فرقہ سنی شیعہ خوارج کے اصول میں اجماع کی تعریف تو سنو۔ آپ کو ہنسی آجائیگی۔

اجماع اس زمانہ کا ایک ہوا ہے اس کا بار بار ذکر حیرت بخش ہے (۱) مولنا خاص عام کا فرد ہوتا ہے (۲) مولنا جعلکم ملوکا میں ملکہ اور ملوک جمع کیا خاص ہے۔ اس پر مکرر نظر فرمانا ضرور ہے۔ جمع کے الفاظ کو خاص کہنا؟

بارشا مولانا وعد اللہ الذین آمنوا منکم اس شرط اور جزو کا کون کلمہ ہے اسی پر توجہ ہو۔

آپ توریت کو پڑھ لیتے۔ اگر موقعہ نہ تھا تو قرآن کو پڑھ لیتے جہاں یتیھون فی الارض کے ساتھ اربعین سنۃ لگا ہوا ہے تو کبھی نہ لکھتے کہ ہر فرد و بشر یہ موسیٰ کے زمانہ میں وعدہ پورا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ہارون علیہ السلام بلکہ اور اس کا سارا کنبہ اور جو لوگ اھبطوا مصرًا کے مخاطب ہوئے ایک بھی ارض موعود پر نہ پہنچا۔ صرف دو آدمی۔ جو میرے مطلب کو حل کر گئے۔

میں اللہ تعالے کے محض فضل سے مذاہب پر آگہی رکھتا ہوں اپنے بوجہ بیان اللہ تعالے کے عادل نام پر توجہ فرمائی ہے مولنا عادل نام اللہ تعالے کا کس قرآن کریم اور کس حدیث مسلم میں ہے۔ اس لفظ کی جڑھ کو اور کب نکلا۔ کس تقریر میں اس پر زور ہے مجھے معلوم ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔ آپ لفظ الرب الرحمن الرحیم پر زور دیتے۔ یہ طریق کہ میں نے اصل بحث کو کس قدر مد نظر رکھا ہے اور شخصی جھگڑا الحمد للہ نہیں کیا مگر اس طریق بحث سے چونکہ ابتک کہیں آپ ہاتھ نہیں ڈال سکے۔ پنجابی مجھے طعنہ دیا ہے میں گھبراتا نہیں۔ وسیع الحوصلہ ہوں۔ ہاں دل چاہتا ہے آپکا حرج بھی نہیں۔ آپ ضرور ایکبار مجھ سے ملیں۔ مجھے نہ کوئی تعصب نہ ہٹ۔ نہ کسی کا اللہ کے سوا خوف!

تاریخ کی خوب ہی کیا شیعہ کی تاریخ خوارج کی تاریخ سنیوں کی

(نورالدین قادیان)

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت امیر المؤمنین اور آپ کے اہلبیت الحمد للہ اچھی طرح ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح قرآن مجید کے روزانہ چار اور بخاری کے روزانہ دو درس دیتے ہیں۔ بخاری کا درس عورتوں میں بھی دیا جا رہا ہے۔ اسکے علاوہ حضرت امیر المومنین نے گذشتہ دسمبر سے لیکر اس وقت تک قرآن مجید کے ۲۰ پاروں کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ اور ایک مبسوط کتاب بھی تحریر کردی ہے۔ اللہ تعالے انکی ہمت و طاقت میں برکت دی اور انکی کوششیں قوم کیلئے بار آور ہوں۔ آمین۔

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت میں ایک مولود مسعود کا اضافہ ہوا۔ یعنے ہمارے محسن و مخدوم عالیجناب نواب محمد علی خانصاحب قبلہ کے مشکوے معلی میں بنت احمد رسول کے بطن مبارک سے دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ اللہ تعالے سعادت اور طہارت میں اسکی عمر دراز کرے اور نیکی اور بھلائی کے فرشتے اس کے محافظ ہوں وہ والدین قوم اور ملک کیلئے قرۃ العین ہو۔ آمین۔ اسکی تقریب عقیقہ پر احباب کو پر تکلف دعوتیں دیگئیں۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام سے ۱۱۔ لڑکے ...... انٹرنس کے امتحان میں شامل ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی امتحان میں گئے ہیں۔ اللہ تعالے ان سب بچوں کو کامیاب کرے۔ احباب دعا فرماویں۔

۴۔ حضرت اولوالعزم مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طبیعت ناساز رہی اللہ تعالے قوم کے اس نخل امید کو ہر طرح بار آور کرے اور ہر قسم کے حوادث سے محفوظ رکھے آمین۔

۵۔ مدرسہ احمدیہ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعام ہو چکا ہے جماعت بندی ہو چکی ہے۔ مدرسہ دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے حضرت مدرسہ کے اہتمام و انتظام میں محنت اور سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ بلکہ آپ خصوصیت سے ایک جماعت کو آدب عربی پڑھاتے بھی ہیں۔ مدرسہ کے جلسہ انعام پر مفصل پھر لکھنے کا ارادہ ہے۔

۶۔ افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت بہت کم ہو گئی ہے اس پر ایک قابل غور مضمون اگلی اشاعت میں لکھنے کی توفیق خدا سے چاہتا ہوں یہ ایک چونکا دینے والی صداقت ہوگی۔ جو واقعات کی روشنی میں پیش ہوگی احمدی قوم اس کے پڑھنے کیلئے تیار رہے

۷۔ دار القرآن کی تعمیر کی ضرورت یوماً فیوماً نہایت سختی سے محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ گرمی کی شدت سے گرم فرش پر بیٹھنا مشکل ہو رہا ہے۔ احباب بہت جلد اس پر توجہ فرماویں۔

امیر المومنین کو صدیق اکبر کیساتھ ایک مشابہت ہے ۔ حضرت مسیح موعود نے سر الخلافہ میں صاف لفظوں میں کہا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک صدیق دیاگیا تھا ۔ اور مجھے بھی ایک صدیق دیاگیا ہے ۔ اس کے عہد خلافت میں قرآن مجید کی جمع کا عظیم الشان کام ہوگیا ۔ مگر تم اتنی ہمت نہیں کرسکے ۔ کہ قرآن مجید کا اُردو ترجمہ قوم کے ہاتھ میں دیدو ۔ چکڑالوی جماعت نے جو شاید سو ہزار بھی نہ ہوں ، قرآن کا ترجمہ شایع کردیا ۔ مگر تم سے نہ ہوسکا ۔ ہماری صدر انجمن بھی اس کے لئے ویسی ہی جوابدہ ہے جیسی قوم ۔ بلکہ اس سے زیادہ ۔

چاہیئے یہ تھا کہ اس عہد سعادت میں قرآن مجید کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہو جاتے اور شایع ہوتے ۔ آج کئی سال کی لگاتار محنت کے بعد قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ خدا تعالےٰ کے فضل سے تیار ہوا ہے ۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے بڑا قابل ناز ہے ۔ مگر ابھی اس کی اشاعت کیلئے بھی بہت دقت اور محنت کی ضرورت ہے ۔ صرف انگریزی ترجمہ سے ہم اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتے ۔ جو اپنی زبان میں شایع کرنیکا ہمارے ذمہ ہے ۔

غرض اس طرف سے بے پرواہی رہی ۔ میں خدا کے فضل وکرم اور توفیق سے اب بھی یہ اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے ایک فہم سلیم اور ذہن رسا عطا فرمایا ہے ۔ میں حضرت امیر المومنین کے ارشادات سے بہت کچھ علم سیکھ لیتا ہوں ۔ اور پھر اس کو بیان کرنے وہ قلمبند کرنے کی قابلیت اور اہلیت بھی رکھتا ہوں مگر میں صرف فکر اور دماغ دیاگیا ہوں ۔ اللہ تعالےٰ نے زر و مال مجھے نہیں دیا تا دوسرے اس ثواب میں شریک ہوں ۔ اگر اب بھی احباب توجہ کریں ۔ تو یہ ترجمۃ القرآن خدا کے فضل اور توفیق سے شایع ہوسکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص خود اس کی اشاعت کا ذمہ لے تو میں اس کو مسودہ دینے کے لئے بھی آمادہ تیار ہوں ۔ حالات میں میں بخاری کی اس شرح کے اشاعت کا بھی . . . . وہ نہ کرتا ۔ بلکہ میں نے صاف الفاظ میں کہہ دیا ۔ کہ میرا ارادہ اس کو چھاپنے کا نہیں ہے ۔ مگر حضرت کا ایما پاکر میں نے سر جھکا دیا ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و توفیق سے یہ امید کرتا ہوں کہ یہ چھپ جائیگا ۔ احباب اس ترجمہ اور شرح کی اشاعت میں کسطرح مدد دے سکتے ہیں اس کے دو طریق ہیں ۔ اول کچھ لوگ مستقل طور پر ایک مشت اس کی اعانت کیلئے دیں تاکہ اس کی طبع کے لئے ابتدائی سرمایہ ہو اور اخراجات طبع ۔ کتابت ۔ اور کاغذ ادا کئے جاویں دوم اہل وسعت اس کی متعدد کاپیاں خرید لیں ۔ اور دوسروں کو اس کی اشاعت کیلئے توجہ دلائیں یہ اعلان جو صاف اور سادہ الفاظ میں کیاگیا ہے ۔ امید ہے جماعت بھی کو غور سے پڑھے گی جو رقوم اس مد میں میرے پاس آئیں گی میں انکی رسید الحکم میں جواب دونگا ۔ پہلے پارہ پر جو بدلائل احمدیہ کی تقطیع پر ۱۰ جزو کے قریب ہوگا ۔ قریباً ساڑھے تین سو روپیہ خرچ آئیگا ۔ جبکہ اگر چاہیں تو ہمارے سات دوست پورا کرسکتے ہیں ۔ اس اعلان کے ساتھ بخاری کی کتابت کا کام خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے شروع کرادیا گیا ہے ۔ اسی کے فضل سے شروع ہوا ہے اور وہی اس کو پورا کریگا ۔ وباللہ التوفیق ۔ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم ۔

صدر انجمن اور دوسری انجمنیں توجہ کریں

صدر انجمن ہمارے سلسلہ عالیہ کی مرکزی کمیٹی ہے اور یہ کہنا نامناسب نہیں ہے کہ وہ انتظامی معاملات میں ہمارے سلسلہ کی نمایندہ ہے ۔ اس کے متعلق جو احمدی انجمنوں کا ایک سلسلہ ہے اکثر انجمنیں اپنے آپ کو صرف اتنا ہی سمجھتی ہیں کہ وہ چندہ جمع کرنے کے لئے ایک ایجنٹ ہیں ۔ اگر انہوں نے ایسا سمجھا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے وہ چندہ جمع کرنے والے ایجنٹ نہیں بلکہ صدر انجمن احمدیہ کے اعضاء ہیں ۔ اور صدر انجمن کے لئے بہترین مشیر ہیں ۔ اس لئے جہاں ان انجمنوں کو سلسلہ کی مرکزی ضرورتوں کے لئے روپیہ جمع کرنا چاہیئے اور مرکزی تحریکوں کو بار آور کرنیکے لئے پوری کوشش سے کام کرنا ضروری ہے ۔ وہاں انہیں وقتاً فوقتاً صدر انجمن کو بہترین مشوروں سے مدد دینا بھی ضروری ہے ۔ میں اس وقت صدر انجمن اور دوسری انجمنوں کے غور کے لئے ایک ضروری سوال پیش کرتا ہوں ۔ اس امید پر کہ انجمنیں اس پر توجہ کرکے اور اپنے ممبروں کے سامنے اسے باقاعدہ پیش کرکے اس کے متعلق اپنے رائوں سے مجھے شکرگذار فرمائیں گے ۔

تعلیم کا سوال ایسا عام سوال ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت نہیں ۔ ہمارا تعلیمی مرکز قادیان کا ہائی سکول یا مدرسہ احمدیہ ہے ۔ ہماری جماعت کا ہر پڑھنے والا بچہ ان دونوں سکولوں میں سے کسی ایک میں آنا چاہیئے ۔ لیکن وہ لوگ جو غیر مستطیع ہیں اور اپنے بچوں کے علیحدہ اخراجات کو برداشت نہیں کرسکتے ۔ وہ مجبور ہوتے ہیں ۔ کہ اپنے بچوں کو مقامی مدارس میں تعلیم دیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تعلیمی سوال کے ہمیں اپنے ہاتھ میں لینے سے جو فایدہ متصور تھا ۔ بہت سے لوگ اس سے کسی ایک یا دوسرے وجہ سے فایدہ نہیں اٹھا سکتے اسلیئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ تعلیمی سلسلہ کو وسیع کریں اور جہاں جہاں ساری انجمنیں ہیں وہاں سردست ایک ایک پرائمری سکول اپنے علقہ اثر کے نیچے کھول دیں ۔ گورنمنٹ پرائمری تعلیم کے لئے بہت کچھ مدد دینے کو آمادہ ہے اگر ہم سردست پرائمری تعلیم کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو آئیندہ اس سلسلہ کو وسیع اور مضبوط کرنے کے لئے خدا کے فضل سے بہت سے موقعہ مل سکتے ہیں ۔ مگر ان مدرسوں کے اجرا سے کوئی فایدہ نہیں ہوگا اگر ہم مذہبی تعلیم کو اس کا زبردست عنصر نہ بنائیں گے ۔ پھر رفتہ رفتہ ضلعوار ہمارے مڈل سکول یا ہائی سکول بھی بن سکیں گے قادیان میں آخر ایک بڑے کالج کی ہم امید کرتے ہیں نہ صرف کالج بلکہ کالجوں اور یونیورسٹی کی توقع محض ایک شیخ چلی کا منصوبہ نہیں کہا جاسکتا ۔ ہمیں ایک آزاد یونیورسٹی کی ضرورت ہے ۔ اسلامی یونیورسٹی کا جب غلغلہ بلند ہوا ہے ۔ اسی وقت ہم کہہ رہے تھے کہ ہمیں خود اپنی ایک یونیورسٹی کی ضرورت ہے ضرور وقت تو آئیگا اور جن سعادتمند اور مبارک روحوں کے سپرد قدرت نے یہ کام مقدر کر رکھا ہے وہ الہی کو اپنے وقت پر کریں گے ۔ سردست ہمیں ان بچوں کی فکر کرنی چاہیئے جو کل کو ایک قوم کے باپ ہونیوالے ہیں ۔ اور جنکی تربیت اور تعلیم کیلئے تم عند اللہ جوابدہ ہو ۔ جہاں انجمنیں ایسی قابلیت نہیں رکھتیں ہیں کہ وہ اکیلی ایسے مدارس کا انتظام کرسکیں ۔ اُن کی اعانت قریب کی دوسری انجمنیں کریں ۔ ان سکولوں کے کھولنے سے جہاں ہمارے بچوں کی ابتدائی تعلیم کا بہترین انتظام ہوسکیگا ۔ وہاں ہر انجمن کو ایک واعظ ایک درس دینے والا معلم اور امام بھی مل سکیگا ۔

اس لئے میں سردست اس سوال کو تمام احمدی انجمنوں کے سامنے رکھتا ہوں کہ وہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر غور کرکے فیصلہ کریں کہ کیا ضرورت ہے یا نہیں ہے کہ مختلف مقامات پر احمدی پرائمری سکول کھولے جاویں تعجب کا مقام ہے کہ دیو سماج جو خدا تعالےٰ کی منکر ایک جماعت ہے اور جو بہت تھوڑے آدمیوں کا مجموعہ ہے جگہ جگہ پرائمری سکول کھول رہے ۔ اور ہماری اتنی بڑی جماعت قادیان کے متصل کی دو شاخوں کے سوا اور جگہ اپنے مدارس نہ کھول سکے ۔

پس اب وقت آگیا ہے کہ احمدی جماعتیں اس سوال کو اپنے ہاں پیش کرکے فیصلہ کریں ۔ اور صدر انجمن بھی اس ضرورت کو محسوس کرے ۔ اس میں شک نہیں کہ اس سوال کے حل میں بہت سی خیالی اور واقعی مشکلات کو پیش کیا جائیگا لیکن ضرورت ایجاد کی ماں ہے ۔ کبھی ہم کسی ضرورت کو جسے واقعی ضرورت سمجھ لیں محض اس وجہ سے نہیں ٹلا دیتے کہ اس کے لئے مشکلات ہیں ۔ ہاں اس کے ساتھ ایک اور ضرورت بھی پیش آئے گی اور وہ اس کے ساتھ ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں اب بھی ہے ۔ کہ ایک سب کمیٹی تعلیم تجویز کی جاوے ۔ جس میں وہ لوگ جو تعلیمی امور سے دلچسپی اور علمی قابلیت رکھتے ہوں (شامل ہوں ۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضروریات اس امر کی داعی ہیں ۔ شیخ محمد تیمور صاحب ایم ۔ اے ۔ چوہدری فتح محمد صاحب ایم ۔ اے ۔ مولوی عطاء الرحمٰن صاحب ایم ۔ اے ۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی ۔ اے ۔ مرزا عزیز احمد صاحب ایم ۔ اے ۔ سٹوڈنٹ ۔ مولوی محمد دین بنگلوری ایم ۔ اے اس قسم کے لوگ ہیں جو اس قسم کی سب کمیٹی میں بہترین کام کرسکتے ہیں ۔ بہرحال تعلیمی سوال کے حل اور مدرسہ کی بہتری اور اسکی آئیندہ وسعت کے خیال کو زیر نظر رکھ ضرورت ہے کہ ایک سب کمیٹی تعلیم قایم کیجاوے اور مختلف مقامات پر سردست پرائمری تعلیم کو وسعت دیجاوے ۔ میں نے اس وقت اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ضرورت نہیں سمجھی ۔ یہ احمدی انجمنیں خود کریں گی ۔

نوٹ ۔ مردم شماری کے رو سے صرف ۲۷۱ زن و مرد یہی (ایڈیٹر)

حیاتِ نور کا ایک ورق

مدت گذری کہ الحکم میں حیاتِ نور کا کوئی ورق شایع نہیں ہوا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے حیاتِ نور کے لکھنے کا اعلان کیا تھا۔ مگر اس کے بعد میرے مکرم و مخدوم بھائی منشی محمد اکبر شاہ خان صاحب نے اعلان کیا میں جو تصادم کام سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہتا ہوں۔ اس کام سے الگ ہو گیا اگرچہ حیات نور اور خان صاحب کی مرتبہ لائف بقول خانصاحب دو جدا جدا چیزیں تھیں اور ہیں۔ اور حیات نور کی ضرورت پھر بھی بدستور رہ جاتی ہے۔ مگر میں نے پسند کیا کہ سردست وہ شایع کریں۔ مجھے دوستوں نے اس اعلان کے بعد بھی مجبور کیا اور جبکہ عرصہ تک خان صاحب کیطرف سے اس کے متعلق کچھ سنا نہ گیا تو پھر احباب مجبور کرنے لگے۔ مگر میں نے خاموشی ہی اختیار کی۔ اور خانصاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اس فکر میں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پھر بدر میں اعلان کر دیا ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو مشورہ دونگا کہ وہ خانصاحب کی اعانت کریں حیات نور اپنے وقت پر شایع ہو جائیگی۔ اگر خدا چاہے گا۔ بہرحال اس محبت کو چھوڑ کر آج میں اپنے دل میں ایک جوش پاتا ہوں کہ احباب کو حیات نور کا ایک ورق سنا دوں۔ و باللہ التوفیق + (ایڈیٹر)

نور کی پاکیزہ فطرتی

نور کی فطرت خدا تعالےٰ نے پاک ہی بنائی ہے۔ نور خود ظلمتوں کو دور کرتا ہے۔ اسکی پاکیزہ فطرتی کے متعلق ایک واقعہ اس کی زندگی کا میں ناظرین کو سناتا ہوں۔ ایک بیوہ عورت نے نور سے نکاح کرنا چاہا۔ خود نور الدین کے اندر بھی ایک زور دار خواہش تھی کہ وہ اس بیوہ سے شادی کر لیں۔ یہ خواہش کیوں تھی؟ اس کے اسباب کو اس وقت چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تفصیل خدا کے فضل سے حیات نور میں ہوگی۔ نور الدین نے بہت کوشش کی کہ اس عورت کے والی راضی ہو جاویں۔ عورت چاہتی تھی مگر والی ہرگز راضی نہ ہوتے تھے۔ ایسی حالت میں نور اگر چاہتا تو اپنی خداداد وجاہت اثر اور خود عورت کی رضامندی سے فایدہ اوٹھا کر نکاح کر سکتا تھا۔ مگر نہیں اس نے اُس وقت کے ممتاز علماء کو اس مسئلہ کے متعلق خطوط لکھے۔ جن میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور میاں نذیر حسین دہلوی بھی شامل تھے۔ ان کا مضمون مختصر تھا کہ ایک بیوہ ہے وہ نکاح کرنا چاہتی ہے والی بہرتی کے باعث اجازت نہیں دیتے۔ کیا بدوں والی کے نکاح کر سکتے ہیں۔ ایک تیز زبان نے لکھا کہ داگی والی حدیث مجروح ہے جو والی نکاح نہ کرے وہ معزول ہو جاتا ہے۔ آپ کو اجازت ہے نکاح کر لیں۔

اس خط کو لے کر نور کو بڑی خوشی ہو جانی چاہیئے تھی۔ وہ ایک شرعی مفتی کا فتویٰ ہاتھ میں رکھتا تھا۔ اور اس کے ماتحت نکاح کر سکتا تھا۔ مگر خود اس کے دل میں یہ یقین تھا کہ ولی کے بدوں نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ بات اُسے کھٹکتی ہے۔ بہرحال وہ اس فتویٰ کو لے کر گھر سے نکلتا ہے۔ راستہ میں ایک شخص اس حدیث کا مطلب پوچھتا ہے کہ گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔ نور الدین اسے ایک غیبی القا سمجھتا ہے اور براہ راست ایک رویا کے ذریعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی صحت پر اطلاع پاتا ہے۔ اور باوجود اس امر کے کہ وہ خود نکاح کرنا چاہتا تھا۔ وہ عورت پسند کرتی تھی۔ مگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے ماتحت اس کی اجازت نہ پا کر اس نکاح کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ ہمت یہ اپنی خواہشوں پر حکومت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی عظمت اور اس کے سامنے اطاعت کی قوت ہر شخص کو نہیں مل سکتی۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

نور ایک چوکیدار سے سبق لیتا ہے!

چوکیدار جو چند روپیوں کے بدلے سردی کی راتوں میں اٹھ اٹھ کر لوگوں کو ہوشیار اور خبردار رکھتا ہے اور ساری رات آپ جاگتا ہے۔ نور کو سبق دیتا ہے۔ نور میٹھی نیند سے اٹھ بیٹھتا ہے اور گھنٹوں سوچتا اور شرمندہ ہوتا ہے کہ یہ چند پیسوں کے لئے اس قدر محنت اور تکلیف برداشت کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں مگر ہم کچھ قدر نہیں کرتے۔ سچ ہے ؎

ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

نور اور مسئلہ تسخیر

عوام اس بات سے آگاہ ہیں کہ بعض فقیر، صوفی، پیر، اپنے مریدوں کو حب۔ بغض۔ تسخیر۔ فتوحات وغیرہ کے تعویذ اور ٹوٹکے بتایا کرتے ہیں۔ ان خواہشوں نے دنیا کو بہت کچھ دکھ دیا ہے۔ اپنی جگہ ان خواہشوں کے اندر ایک حقیقت ہے۔ اور بظاہر یہ فطرت سے الگ بھی نہیں۔ ایک شخص چاہتا ہے کہ وہ ممتاز ہو۔ اس کے رزق اور آمد کے ذرایعہ وسیع ہوں۔ اس کے دشمن ہلاک ہوں مگر اس فطرتی تقاضے کا صحیح علاج تو قرآن مجید میں تھا۔ لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ اور طرف جانے لگے۔ اور چالاک اور ہوشیار لوگوں نے ان اہل غرض کو مجنون پا کر فایدہ اٹھایا۔ نور بھی ایک مرتبہ مسئلہ تسخیر کے چکر میں آیا وہ ایک شہر میں طبابت کرتا تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ طبابت کی غرض سے رہتا تھا۔ چونکہ وہاں قیام تھا اور لوگ جانتے تھے کہ ایک عمدہ طبیب ہے۔ اس کے لئے طبابت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ ایک شاہ صاحب جو ان فنون میں خوب مشہور تھے بیمار ہو کر آئے اور نور سے علاج چاہا۔ خدا کی قدرت نے دستِ نور میں اس کے لئے شفا رکھدی۔ شاہ صاحب اچھے ہو گئے۔ اور وہ شکریہ کے لئے نور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تخلیہ میں کہا کہ آپ کی مہربانی اور توجہ کا میں ایک عملی شکریہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میں آپ کو تسخیر کا عمل سکھا دوں۔ تنہائی اور تخلیہ ہے۔ ایک ایسا شخص جو ممنونِ احسان ہے جو خود ایک راز کو مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ وہ نور کے سامنے ایک امر پیش کرتا ہے جس کو نور اپنے ایمان میں کتاب اللہ کے چھوڑنے کے اسباب میں سے ایک سمجھتا ہے اگر محض شہرت محض نمایش اور زر اندوزی مقصود ہوتا تو ایسے وقت میں جھوٹ ہو یا سچ نور اُسے نہایت شوق سے سنتا اور سیکھتا۔ مگر نور اُسے کیا جواب دیتا ہے؟ وہ کہتا ہے تم مجھے تسخیر کا کیا عمل سکھاؤ گے۔ مجھے تو عالمگیر تسخیر کا نسخہ آتا ہے۔ قرآن مجید نے مجھے پہلے ہی سکھا دیا ہے سخّر لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا۔ جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے وہ میرے لئے تسخیر ہو چکا ہے اس سے بڑھ کر تم لوگ عمل بتا سکتے ہو؟

شاہ صاحب کا جواب بجز حیرانی اور سکوت کے کیا ہو سکتا تھا لیکن کچھ کھسیانے ہو کر بولے کہ آدمی زیادہ آئیں گے؟ نور اس کا جواب کس متانت سے دیتا ہے کیا آپ بلا تسخیر چلے آئے ہیں؟ اس کے بعد شاہ صاحب کی لاجوابی ہی نتیجہ تھا۔ کہنے کو یہ ایک معمولی واقعہ معمولی لطیفہ۔ حاضر جوابی کا نکتہ کہا جا سکتا ہے مگر اسکی تہ میں دیکھو تو معلوم ہوگا کہ نور الدین کی طبیعت پر حرص و لالچ کا کوئی داغ نہیں اس کی فطرت میں قناعت ہے اور اس سے بڑھ کر اس پر اللہ تعالےٰ کی توحید اور توکل کا از بس غلبہ ہے وہ اس رنگ سے رنگا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید پر ایک وسیع اور غایر نظر اسی وقت رکھتا تھا اور ان اصولوں کو جانتا تھا جو تسخیر عالم کے فی الحقیقت ہیں۔ اس تسخیر کے عمل پر عمل کر دیکھئے تو کیا آج وہ نتیجہ حاصل نہیں جو شاہ صاحب کے ایک خیالی قرآن کریم سے دور کرنے والے عمل سے شاہ صاحب کے خیال میں پیدا ہو سکتا تھا لاکھوں لاکھ انسان اس کیطرف کھچے چلے آتے ہیں۔ اسکی ضرورتوں کا انتظام ایسے رنگ پر ہوتا ہے کہ لوگ اس کے واقعے نہیں ہو سکتے۔ اس سے بڑھ کر تسخیر اور اکسیر کا عمل کیا ہوگا؟ یہ عمل اُسے قرآن مجید کے کامل اتباع سے ملا ہے خدا کرے کہ ہم بھی اُسے حاصل کر سکیں آمین۔

(باقی پھر کبھی)

درخواست دعا

عزیز محمد مبارک اسمٰعیل بمبئی ۱۹۱۳ء کو امتحان بی۔ اے میں شریک ہوگا الحکم کے مخلص ہمدرد اور ناظرین اس نوجوان کیلئے دعائے کامیابی فرما دیں۔ اور ان تمام احمدی بچوں کیلئے جو یونیورسٹی کے کسی نہ کسی امتحان میں شریک ہوئے ہیں۔

(ایڈیٹر الحکم)

سلسلہ عالیہ احمدیہ گورنمنٹ کے لئے ایک برکت ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ دنیا کے لئے بھی ایک رحمت ہے۔ اور گورنمنٹ کے واسطے بھی خاص برکت ہے۔ گورنمنٹ کے لئے ہمارا سلسلہ کس طرح پر برکت ہے!

یہ ایسا امر نہیں کہ گورنمنٹ اور اہل ملک اس سے غافل ہوں۔ مسلمانوں میں خونی مسیح۔ اور خونی مہدی کا ایک ایسا خیال تھا کہ جس نے ہمیشہ گورنمنٹ کو مسلمانوں کیطرف سے کسی آئیندہ خطرہ کے کھٹکے میں ڈال رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جہاں کہیں مہدی اور مسیح کا کوئی دعویٰ سننے میں آتا گورنمنٹ چوکنی ہو جاتی۔ لیکن حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرما کر اس کی حقیقت کو کھولدیا۔ اور ایک کثیر جماعت نے جس میں ہر قسم کی تعلیم یافتہ اور عوام شامل ہیں۔ اس عقیدہ کو اصلی معنوں میں یقین کر کے اپنے قول و فعل سے بتا دیا کہ وہ اس مسئلہ کی حقیقت کو حضرت مسیح موعود کے وجود میں دیکھ چکے ہیں۔ اور وہ کسی ایسے مہدی اور مسیح کے قایل نہیں جو آکر خون کی ندیاں بہا دیگا۔ جوں جوں یہ جماعت بڑھے گی اسی قدر اس پرانے عقیدہ سے لوگ توبہ کرتے چلے جائیں گے۔

یہ ایک ایسی برکت کا بیج بویا گیا ہے۔ جس سے امن اور آشتی کا ایک شاندار درخت پیدا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی موجودہ انگریزی تعلیم کے اثر یا دوسرے اسباب سے متحرک ہو کر تو تعلیم یافتہ اور ان کے زیر اثر دوسرے لوگوں میں آزادی کا ایک رنگ پیدا ہوا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات وہ لوگ حدود و ادب سے نکل جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو وہ مجبور کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ انکی مرضی کے ماتحت گویا حکومت کرے۔ **احمدی قوم** اس قسم کے خیالات سے مبرا ہے۔ وہ قرآن مجید کی تعلیم اور ارشاد کے ماتحت جانتی ہے۔ نہیں بلکہ یقین کرتی ہے کہ بادشاہ بنانا خدا کا کام ہے۔ خواہ یہ جسمانی بادشاہ ہوں یا روحانی وہ لوگوں کی تجویز اور پسند اور انتخاب سے نہیں بنائے جاتے اور اس لئے دنیا کی مخالفتیں انکا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ مگر آجکل کے پولٹیکس کا یہ خلاصہ اور مغز ہے کہ بادشاہ خواہ روحانی ہو یا دنیوی وہ لوگوں کے بنانے سے بنتا ہے اور اگر وہ حکومت کرنا چاہے تو اس کو لوگوں کی مرضی کے ماتحت رہنا چاہیئے۔ قرآن مجید اس قسم کے پولٹیکس کی تعلیم نہیں دیتا۔ یہ امر دیگر ہے کہ ان لوگوں کے جو اہل امانت ہوتے ہیں، کچھ خاص فرائض اور ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اور رعایا کا آرام ان کے مال و جان اور آبرو کی حفاظت اُن کے مذہب کی آزادی اور اُن کی بہتری کا خیال رکھنا ان کے ذاتی فرائض میں داخل ہے۔ مگر یہ اصول صحیح نہیں۔ کہ وہ ہماری مرضی کے ماتحت ہو کر چلیں۔ اس تعلیم کو اگر آج زندہ کیا ہے تو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں دوسرے لوگ اپنے ہم جنسوں کے اندر یہ خیالات پیدا کر رہے ہیں وہاں احمدی قوم کا امام اپنی قوم کو یہ تعلیم دیتا ہے۔ جو قرآن مجید نے اطاعت اولوالامر کی دی ہے:۔

ابھی پچھلے دنوں بائیکاٹ (مقاطعہ) کی تحریک بڑے زور کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔ اور بعض علماء نے بھی سوء فہم سے اس کی تائید میں فتوے دیئے۔ اس تحریک کے غلط اور خطرناک نتائج میں نے احمدی قوم کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھا۔ اور جو کچھ لکھا گیا تھا وہ حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین کے معائنہ اور اصلاح کے بعد اس لئے کہ ایسے معاملات میں کسی احمدی کا اظہار رائے بعض وقت قومی رائے کا رنگ رکھ لیتا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ گورنمنٹ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے معاملات میں امیر المومنین کی رائے ہی قابل غور رکھنی چاہیئے۔ اور انفرادی رائیں شخصی رائیں سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کا شکر اور بے حد شکر ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے بائیکاٹ کے متعلق جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین کی تعلیم کا مغز سمجھا تھا۔ اس کی تائید حضرت خلیفۃ المسیح کے ایک تازہ فیصلہ نے کر دی ہے۔ جیسا کہ محترم ہمعصر بدر نے ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۳ء کے پرچہ میں لکھا ہے کہ "علاقہ لائل پور سے ایک احمدی بھائی کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ یہاں لوگ **انگریزی مال کو بائیکاٹ کرنا چاہتے ہیں** ہیں۔ حضرت نے جواب میں لکھا ہے کہ تم ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز شامل نہ ہو یہ ہمارے طرز و طریق کے مخالف ہے +

مجھے اس فتوے کے صدور پر بے حد مسرت ہوئی۔ احمدی قوم کیلئے یہ ایک رہنما کا کام دیگا۔ اب احمدی قوم کے کسی فرد کی یہ طاقت ہی نہیں کہ اس کے خلاف کرے دوسری جماعتوں اور احمدی جماعت میں یہی ایک فرق ہے کہ وہ ایک ایسا امام اور امیر رکھتی ہے۔ جس کی آواز فی نفسہٖ کل قوم کی آواز ہے۔

ایسا ہی میں نے سیاسی معاملات میں اپنی قوم کے نصب العین کو دکھایا تھا۔ حضرت امیر المومنین نے اپنے ایک تازہ خط میں جو برادرم مکرم خواجہ صاحب کے نام لکھا گیا ہے اس امر کی سخت تاکید کی ہے۔ کہ وہ اپنا مقصد صرف دین اسلام کی حقانیت پھیلانا رکھیں اور پولیٹیکل بحثوں میں دست اندازی نہ کریں۔ اپنی جماعت کو ایسی ہدایت اور تعلیم اگر گورنمنٹ کے لئے برکت اور رحمت نہیں تو اور کیا ہے؟۔

اس قسم کی تعلیم کسی خوشامد اور بزدلی پر نعوذ باللہ موقوف نہیں ہمارے امام اور اس کے بلا فصل خلیفہ اور جانشین کی جرأت اور شجاعت و حقگوئی کی قوت کا اندازہ اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ یسوعی مذہب پر حملہ کرتا ہے یا ہم لوگ جو اس کے پاک وجود کی خدا کے فضل سے شاخیں ہیں۔ اس باطل کا سر کچلنے کے لئے اپنے قلم اور زبان سے کام لیتے ہیں۔ وہ جوش اور سرگرمی بھی مذہب اسلام کی ہدایت کے نیچے اور محض خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے ہے۔ اس سے بھی کوئی اپنی نمود اور نمایش مقصود نہیں اور اطاعت اولوالامر کا حکم دیتے ہوئے بھی فیصلہ مقصود قرآن کریم کی اطاعت ہے اس اطاعت کی تہ میں طلب خطاب اعتراف خدمات مقصود نہیں بلکہ خدا کی رضا مطلوب ہے۔ اس لئے ایسی قوم ایسی جماعت فی الحقیقت ایک برکت ہے +

خلافت فاروقی کا ایک واقعہ

عام الرمادہ کہتے ہیں جسکو عرب کے لوگ — عہد خلافت عمری کا وہ سال تھا

اس سال قحط عام تھا ایسا کہ ملک میں — لوگوں کو ہر طرف پیاس سے جینا محال تھا

پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھی ابر سے — ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا

اعراب کی بسر حشرات زمیں پہ تھی

سب اٹھ گیا جو فرق حرام و حلال تھا

تشویش سب سے بڑھ کے جناب عمر کو تھی — ہر دم اسی کی فکر اسی کا خیال تھا۔

تدبیر لاکھ کی تھی مگر رک سکا نہ قحط — گو انتظام ملک میں ان کو کمال تھا

معمول تھا جناب عمر رضؓ کا کہ متصل — کرتے تھے گشت رات کو سونا محال تھا

اکدن کا واقعہ ہے کہ پہونچے جو دشت میں

کوسوں تلک زمین پہ خیموں کا جال تھا

بچے کئی تھے ایک ضعیفہ کی گود میں — جن میں کوئی بڑا کوئی خرد سال تھا

دیکھا جو اس کو یہ کہ پکاتی ہے کوئی چیز — جاتا رہا جو طبع حزیں میں ملال تھا۔

سمجھے کہ اب وہ ملک کی حالت نہیں رہی — کم ہو چلا ہے قحط کا جو اشتعال تھا

پوچھا خود اس سے جا کے تو رونے لگی کہ آہ

کیا آپ کو خدا کا بھی یاں احتمال تھا؟

بچے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر — میں کیا کہوں زباں سے انکا جو حال تھا،

مجبور ہو کے ان کے بہلنے کیواسطے — پانی چڑھا دیا ہے یہ اسکا اوبال تھا

ان سے یہ کہدیا ہے کہ اب مطمئن رہیں — کھانا یہ پک رہا ہے اسی کا خیال تھا

بے اختیار رونے لگے حضرت عمر رضؓ

بولے کہ یہ میرے ہی کئے کا وبال تھا

جو کچھ کہ ہے یہ سب ہے مری شامت اعمال — از بس گنہگار میرا بال بال تھا

بازو دا جا کے لائے سب سامان آب و نان — جو زخم قحط کا سبب اندمال تھا

چولہے کے پاس بیٹھکے خود پھونکتے تھے آگ — چہرہ تمام آگ کی گرمی سے لال تھا۔

بچوں نے پیٹ بھر کے جو کھایا تو کھل اُٹھے

ایک ایک اب تو فرط خوشی سے نہال تھا

تھی وہ زن ضعیف سراپا زبان شکر — یاں حضرت عمر کو وہی انفعال تھا

(شبلی نعمانی)

(الحکم) یہ واقعہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی فرض شناسی فروتنی اور اپنی رعایا کے حالات سے باخبری انکی غمگساری اور ہمدردی کی ایک ادنیٰ مثال ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر اور فضل ہے کہ ہم کو بھی جو خلیفہ اس نے دیا ہے اس کی رگوں میں وہی فاروقی خون دوڑتا ہے۔ اپنی قوم کی قوم کی ہمدردی۔ غمگساری۔ اور اعانت کے لئے جو درد اُس کے دل میں ہے۔ اس کی مثالیں میں تمہیں سناؤں تو حیران ہو جاؤ۔ حیات نور کے کسی ورق میں جو انشاء اللہ کسی آئندہ الحکم میں طبع ہوگا۔ میں اس پہلو میں چند واقعات دکھاؤں گا۔ و باللہ التوفیق۔

تلاش گمشدہ حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ مسمی فضل کریم جو پہلے قادیان کے بعض دفاتر

میں کلرک بھی رہ چکے ہیں اور دراصل متوطن شادیوال ضلع گجرات ہیں کچھ عرصہ سے لاپتہ ہیں کسی صاحب کو معلوم ہو تو خبر کریں حلیہ یہ ہے گورا رنگ اڑی جیسی داڑھی ہیرا بدن میانہ قد انگریزی اردو خوش خط لکھ سکتا ہے فیروزانہ اللہ پہنتا ہے

عبد الکریم شادیوال ضلع گجرات (پنجاب)

یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو + یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد۔

مسلمانوں کی جو حالت دنیا میں ہو رہی ہے اور جس میدان فنا مت میں سے وہ گذر رہے ہیں اس کے متعلق ایڈیٹر الحکم شروع سے یہی کہتا رہا ہے کہ

"کہ شامت اعمال ما آورد بایں چنیں"

مگر وہ لوگ جنکی زندگی کا ضابطہ اور قانون ولایت سے بن کر آتا ہے اور جنہیں سماع لنڈن سے وحی ہوتی ہے وہ اس آواز کو صدائے بے ہنگام قرار دیتے رہے بلکہ ایک بزرگ جو اپنی پولیٹکل فراست اور دانش کا سارٹیفکیٹ لے چکے ہیں۔ وہ خاص طور پر قادیان اس غرض کیلئے آئے کہ ایڈیٹر الحکم کو تنبیہ کریں۔ کہ وہ پولیٹیکل مشکلات کو نہ جانتے ہوئے کیوں اس میں دخل دیتا ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہونچاتا ہے۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی سے میں یہاں موجود نہ تھا۔ ورنہ میں بالمشافہ بھی ان خطابات کو سن لیتا۔ جو میری اس قسم کی راؤں کو پڑھ کر مجھے دیئے جاتے ہیں۔ محض اس قصور پر کہ میں انہیں یہ کہتا ہوں کہ:۔

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں۔

اب تو ہیں اید ل کے اندھو دین کے گن گانیکے دن

یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا بیڑا اس جوش اور حرارت سے پار ہوگا جو انمیں پیدا کیا جا رہا ہے اور اس کا نام حریت اور حمیت رکھا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے میری رائے ہے کہ یہ جوش اس آئی سٹیمولینٹ (محرکات) کیطرح ہے جو تھوڑی دیر کے لئے ایک حرارت اور حرکت پیدا کر دیتا ہے مگر بعد میں اس کے نتائج مفید نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ پائیدار قوت اور حرارت پیدا کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ وہ غیر فانی قوت اور مستقل حرارت صرف ایک ہی صورت سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کو

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

کے الفاظ میں قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ مسلمانوں میں اگر مذہبی روح پیدا ہو جاوے گی۔ تو اس سے ہی ملی طاقت پیدا ہو سکے گی۔ لیکن اگر وہ مذہب کو چھوڑ کر اور اس سے الگ رہ کر کوئی قوت اور طاقت پیدا کریں تو وہ بھی ایسی ہی قوت اور طاقت ہوگی جو یورپ کو حاصل ہے۔ ایسی شوکت ایسے اقبال اور ایسے جاہ و جلال پر رشک کرنا جو خدا سے دور لے جائے۔ اور ہر قسم کی بے باکیوں کے لئے آمادہ کرے سراسر حماقت ہے۔"

اس فقرہ کا قصہ یہ ہے کہ میں وہ الوان نعمت نثار ہوں جو خدا کے لئے ہو۔ اور جس میں خدا یاد ہو۔ اس تاج و تخت پر صد ہزار نفرین ہے جو خدا سے دور ڈال دے۔

غرض یہ لوگ جو اپنے خیال میں مسلمانوں کے رہنما اور ان کی کشتی کے ناخدا بنے بیٹھے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے لئے بھلائی اور بہتری کے لئے انہیں اسباب کی تجویز کرتے تھے جو انہوں نے یورپ کے آئینہ میں دیکھے ہیں۔ جن میں سے ایجی ٹیشن اور بائیکاٹ وغیرہ بڑے ہتھیار ہیں ابھی ایک اخبار لکھتا ہے:۔

"اگر انگریزوں کے دلوں پر جہاں تک مسلمانوں کے معاملات سے انکا تعلق ہے کسی دلیل کا کوئی اثر ہو سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ شاہی اقتدار کو صدمہ پہونچنے کا خوف دلایا جاوے اور علی الاعلان صاف صاف کہدیا جاوے کہ جس وقت تک کہ انگریزوں کی شرکت فرانس۔ روس۔ اٹلی اور دیگر اسلام کی دشمن سلطنتوں کی کاروائیوں میں جاری رہے۔ اس وقت تک حکومت برطانیہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو اپنے دل سے وفادار رعایا نہ شمار کرے۔"

میں نہیں سمجھتا اس قسم کی یاوہ گوئی مسلمانوں کو کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اخلاقی اور مذہبی طور پر یہ لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ کو تو ان دھمکیوں کی کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ سب سے پہلے میں احمدی جماعت کیطرف سے یہ اعلان کر سکتا ہوں۔ کہ اس قسم کے خیالات کو ہم سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اس قسم کے باغیانہ خیالات اپنے سر میں رکھتے ہوئے مسلمان کہلاتے ہیں۔ کم از کم میں نقطہ اطاعت اولوا الامر کے خیال سے انہیں اسلام کے حلقہ سے باہر جانتا ہوں کوئی مسلمان ایسے بیہودہ مشورے کی قدر نہیں کر سکتا۔ اس قسم کی بہت سی بیہودگیاں قوم میں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور یہ ہماری کشتی کے ناخدا مسلمانوں کی کشتی کو ساحل مراد پر لے جانے کی بجائے اسے موجوں کے تھپیڑوں اور گرداب میں پہنچا دیں گے ایسے ہی دوستوں کی نسبت کسی نے کہا تھا کہ

"مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ"

اسی کے ضمن میں ایک نہایت ہی گندہ اور مکروہ خیال مسلمانوں کے دل میں یہ پیدا کیا جا رہا ہے کہ گویا نصرانی یورپ اسلامی سلطنتوں کو مٹا رہا ہے۔ یہ خیال سراسر غلط اور برباد ہوا ہے۔ نصرانی یورپ کی کیا طاقت کہ وہ اسلامی سلطنت کو مٹائے اصل یہ ہے کہ وہ سلطنتیں ہی اسلامی سلطنتیں نہیں رہیں۔ تمہاری حالت کا نقشہ خدا کے مامور نے کیا صاف کھینچکر دکھایا تھا۔ مگر تم نے پرواہ نہ کی۔ سنو وہ کیا کہتا ہے۔

ہائے یہ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو	عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے	مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں	روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں	شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں
تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے	جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے	اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے
اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے	تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے
پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا	وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
پھر اپنے کفر کی جزا اے قوم سمجھئے	آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

اپنی حالت کا اندازہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ مسلمانوں کو اُن کی اس غلطی پر آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ یورپ نہیں بلکہ مسلمانوں کی بداعمالیاں ہی ان پر یہ ایام بد لا رہی ہیں۔ وہ اگر سچے مسلمان بنیں تو ایک یورپ کیا ساری دنیا ان کی مخالف ہو تو ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں اس قسم کی آوازیں اوٹھانے سے تھکا نہیں اور اس کے بدلہ میں گالیوں نے میری ہمت کو پست نہیں کیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آواز رائگان نہیں گئی ان ساری گالیوں کی بوچھاڑ کا نتیجہ میں نہایت خوشگوار پاتا ہوں۔ اور مختلف جہات سے ایسی آوازیں اٹھنے لگی ہیں جو میری آواز کو اور بھی قوی بنا رہی ہیں۔ جن کو میں خوشی سے درج کرتا ہوں۔ ان میں ایک آواز معزز ہم عصر کرزن گزٹ نے اٹھائی ہے اور دوسری میرے محترم بھائی خواجہ صاحب نے مادیت کے مرکز لنڈن سے۔ انہوں نے اب اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ مسلمان جب تک مسلمان نہ بنیں گے بامراد نہ ہونگے میں سمجھتا ہوں یہ الحکم کی بڑی کامیابی ہے کہ وہ اپنے مخالف خیالات کی زبردست رو میں صحیح خیالات پیدا کرنے کے قابل ہو گیا ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء مسلمان اس ساری جدوجہد کا رخ مذہب کی عملی روح کیطرف پھیر دیں اور پھر دیکھیں کہ خدا کی تائید اور نصرت کسطرح ان کے شامل حال ہوتی ہے وللہ من قال

جوں بیاید

اب میں ان تحریروں کو جواب دیتا ہوں:۔

پھر کہتے ہیں کہ ہم کیوں بے نام ونشان ہو رہے ہیں؟

وطن لکھتا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی اکثر تحریروں سے گو وطن کو اتفاق نہیں ہوتا لیکن بعنوان بالا آپ نے اب کے پیسہ اخبار کو جو کچھ لکھا ہے اس کا بڑا حصہ بالکل حقیقت حال پر مبنی ہے شکر ہے کہ آپ کو تباہی مسلمانان کا اب اصلی سبب معلوم ہو گیا۔ آپ لکھتے ہیں "کل شام کے ۷ بجے ایک نوجوان ترک میرے پاس آیا اور یہ تکلیف دہ خبر لایا کہ میرا ایک ہم سفر رفیق اور لنڈنی دوست عزیز سید انوار اللہ شاہ حیدر آبادی جو کچھ عرصے سے بیمار تھا۔ سکرات موت میں ہے اور چونکہ وہ (ترک) اور اس کے دیگر نام کے مسلمان رفقاء ان مراسم اسلام سے جیسا کہ اس نے بیان کیا واقف نہیں۔ جنکی اوائگی شاید اسلام نے اس ناگریز موقعہ پر مقرر رکی ہو۔ اس لئے میری خاص ضرورت ہے۔ میں وہاں سے آٹھ میل دور رہتا ہوں۔ راستہ میں اور بھی مسلم احباب بھی تھے۔ بہرحال میں اپنے فرض کو ادا کرنے گیا۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم کیوں بے نام ونشان ہو رہے ہیں۔ تم کو اگر اسلام اور شعار اسلام سے تعلق نہیں تو پھر کیوں تم نے آئے دن جلسے کر کر کے انتظامات پولیس کو حیران کر رکھا ہے؟ تم کو ٹرکی طرابلس۔ ایران۔ ٹیونس۔ مراکو وغیرہ کی تباہی سے کیوں صدمہ ہوتا ہے۔ آخر ان پر وہی قومیں حکمران ہوں گی جنکے شعار کے تم غلام ہو۔ جن کی ایک ادنیٰ ادا پر تمہارا دین و ایمان نذر ہوتا ہے۔ پھر کیوں یہ رنج؟ کیوں یہ شور؟ اسی کا نام عملی منافقت ہے اس وقت جو تم کر رہے ہو۔ تمہارا تو حق ہے کہ ایسا ہی کہو۔ پھر حق اُن کا جو مسلمان ہوں۔ تم نام کے ضرور مسلمان ہو لیکن اسلامی شعار سے تمہیں نفرت ہے یہ تو چند مسجد نشینوں اور قل اعوذیوں کا حصہ ہے۔ مسجد کیسی؟ میرے یار نے تمہارے لئے کلب بنا دیا ہے۔ نماز میں شاید اٹھنے بیٹھنے میں کچھ ورزش کا بھی فایدہ تھا۔ سو اب ٹینس بیڈمنٹن موجود ہے۔

او نادانو اٹھو! جاگو! ہوش میں آؤ! مسلمان بنجاؤ!!! پھر سب کچھ ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم +

؎ خواجہ صاحب کو معلوم تھا کہیں ہی خبر تھیں (ایڈیٹر الحکم)

مصیبت عظمیٰ

مصیبت عظمیٰ کے عنوان سے ایک دہلوی ہمعصر لکھتا ہے اس کا جسقدر حصہ اسباب بربادی سے تعلق رکھتا ہے بلاشبہ درست ہے وہ لکھتا ہے کہ

"جسطرح فاسد مادہ جمع ہوتے ہوتے پھوڑے کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے اور پھر پھٹ جاتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی بداعمالی کا مادہ جمع ہوتے ہوتے آخر سارے جسم کو لے بیٹھا اور بجائے اس کے کہ اس کے اوپر کے جسم کو بچا لیتا وہ [illegible] رگ و پے میں سرایت کر گیا اور سارے جسم کو گلا دیا۔ یہاں تو ابتدا سے قدرت کا یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ آج مدینۃ النبی کا پایۂ تخت اُجڑا تو کل اسلامی سلطنت کا دارالخلافہ دمشق ہوگیا۔ اس پر آفت آئی تو دمشق نے دارالخلافہ بن کے ساری کسر پوری کر دی اور اسلامی جبروت جلال اور شان و شوکت وہاں نظر آنے لگی۔ مگر جب اس کی بھی عمر تمام ہوئی تو تمام جہان کی قوت اور اسلامی سلطنت کا پورا زور بغداد میں آگیا۔ جسکے آگے قیصر روم بھی گھٹنوں کے بل گر پڑا وقس علیٰ ذالک۔

مگر افسوس ہے کہ صدی ڈیڑھ صدی سے زمانہ نے محض ہماری بداعمالی کی وجہ سے اپنی یہ عادت بدل لی۔ اور اب اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہمیں بالکل نیست و نابود کر کے چھوڑے۔ اس عرصہ میں ہم نے کیا کچھ اپنے ہاتھ سے کھویا۔ اس دردناک کہانی کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ برابر مٹتے جا رہے ہیں۔ اور اس سے ہمیں ایک دم کا مفر نہیں ملا مگر ہماری بدقسمتی دیکھئے کہ اس پے درپے کی بربادی سے ہم نہ جاگے۔ بہتیرا زمانے نے ہمیں جھنجوڑ جھنجوڑ کے ہوشیار کیا ہمنے کروٹ تک نہ بدلی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانے نے اس بات پر کمر باندھی ہے کہ ہمیں صفحہ ہستی سے بالکل مٹا دے ہم اپنی غفلت سے بیدار نہیں ہونگے اور زمانہ کا یہ ارادہ پورا ہو کے رہیگا۔ یہ رانڈوں کا رونا بالکل فضول ہے کہ نصرانی یورپ نے اپنی چالبازیوں سے ہمیں مٹا دیا۔ اور یہ نصرانی یورپ ہمیں ایک دن کھا جائیگا۔ یقیناً تاریخ اسلام یہ شہادت نہیں دیتی۔ مسلمانوں کو ایک ایک نصرانی کیا پچاس نصرانی یورپ بھی نہیں مٹا سکتے تھے۔ مسلمان مٹے ہیں اپنے بھائیوں کی گلوتراشی کرنے سے۔ دیکھو جتنی لڑائیاں باہم مسلمانوں میں ہوئیں ان کی تعداد لڑائیوں سے بڑھی ہوئی ہے جو مسلمان نصرانیوں اور مشرکوں سے لڑے۔ جب یہ بات ہے تو پھر نصرانی یورپ کی شکایت کیوں ہے۔ تماشا یہ ہے کہ جہاں آجکل مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے اور رعایا ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں وہاں بھی ان کی خانہ جنگیوں کی وہ کیفیت ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو کھا جاتے ہیں اور ایک دوسرے کا ایسا تلخ ترین دشمن ہے کہ اگر بس چلے تو اپنے بھائی کی دانتوں سے بوٹیاں چبا ڈالے۔ اور جہاں مسلمان برسر حکومت ہیں وہاں بھی باہمی جنگ جاری ہے ترکی

اپنی اندرونی نااتفاقیوں سے برباد ہوئے

ایران کا بیڑا اسکی خانہ جنگیوں نے توڑ ڈالا اسی طرح مراکو اپنی خانگی جنگ و جدال کی نذر ہوگیا۔ ولایت کے ایک اخبار نے ابھی حال میں ایک تصویر بنائی تھی جس میں ترکی کو کھڑا کیا تھا۔ اور ادہر ادہر دو اژدہا بنائے تھے۔ جو ترکی کا گوشت آہستہ آہستہ کھا رہے تھے ان میں سے ایک اژدہا کا نام ٹرکش ینگ پارٹی تھا اور دوسرے اژدہے کا نام ٹرکش اولڈ پارٹی تھا۔ یعنے نوجوان ترکوں کا گروہ اور دوسرا قدیم ترکوں کی جماعت سچی بات یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ ٹرکی کو کھا گئے اور جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ بھی کھا کے رہیں گے مطلب یہ ہے۔ کہ ہماری بداعمالی کی انتہا ہوگئی ہے آنکھیں کھول کر اسلامی سلطنتوں کا دورہ لگاؤ اور وہاں کے مسلمانوں کی حالت دیکھو تو یقیناً تم کہہ اٹھو گے کہ یہ قوم غارت ہونے کے ہی قابل ہے کتاب خدا یعنی فرقان حمید کو ہمنے بالکل فراموش کر دیا ہے اس کے احکام یا اوامر و نواہی عرصہ ہوا ہمارے کانوں میں نہیں پڑتے ہیں۔ نخوت۔ غرور سستی۔ کاہلی عیاشی خودغرضی اور سب سے زیادہ بے دینی ہم میں پیدا ہوگئی۔

دوستو جب تمہاری یہ حالت ہے پھر تم خداوند تعالےٰ سے اس کے فضل و رحمت کے کیونکر امیدوار رہتے ہو۔ اور کیا وجہ ہے کہ خدا کا غضب تم پر نازل نہ ہو اور تم بالکل فنا نہ کر دیئے جاؤ اگر اس مصیبت عظمیٰ پر غور کرو جو اس وقت تم پر پڑی ہے اور اس سے نصیحت حاصل کرو تو نجات اب بھی ممکن ہے اور اگر اس چرکے سے بھی تم نہ چونکے اور رگ و شریان کے نشتر نے بھی تمہیں بیدار نہ کیا تو پھر تمہارے بالکلیہ فنا ہونے میں کوئی بات باقی نہیں رہنے کی۔ دیکھو دس برس کے اندر اندر لاکھوں میل مربع ملک تم کھو چکے۔ طرابلس تمہارے ہاتھوں سے گیا ایک دن شمالی افریقہ سے جو اسلام کا گہوارہ ہے تمہیں ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ پھر مراکو جو تمہاری دیرینہ قدیم بربری سلطنت ہے وہ کسطرح اغیار کی شکار ہوگئی۔ پھر ایران کو دیکھو کہ کس طرح آناً فاناً میں پارہ پارہ کر دیا گیا اور اس کا نام و نشان کسطرح صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ پھر مقدونیا۔ البانیا۔ تھریس۔ اور ایپرس کو دیکھو کہ ترکی صوبے تھے کس طرح مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے اور نہ یعنی ایڈریانوپل کا نکل جانا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے اسی طرح بلغاری فوجیں اگر قسطنطنیہ میں داخل ہو جائیں تو چنداں حیرت نہیں ہے کیونکہ خدا کا غصہ ہم پر ابھی پورا نہیں ہوا۔ نہ ہماری بداعمالی کی سزا پوری ملی قہر خداوندی شکستوں اور بربادیوں کی صورت میں ہم پر نازل ہو رہا ہے اور ہم بالکل اسکی پرواہ نہیں کرتے۔ فی الواقع ہم مثل اس جسد بے روح کے ہیں جس میں تعفن پیدا ہو چکا ہے اور کیڑے بھی کلبلانے لگے ہیں لہذا کوئی بات ہم پر اثر کرنے والی نہیں ہے یہ ملک تو یقیناً ہمسے چھن چکے اپنا رونا فضول ہے اب تو ہمیں رونا چاہئیے اپنی بداعمالی۔ اپنی اصنام پرستی اور کفر و الحاد پر قرب قیامت یہی ہے۔ موت نے اسلام کے جسم پر اپنے پنجے پورے پھیلا دیئے ہیں۔ بظاہر اسکی نجات سے ہمیں تو مایوسی ہے۔ کونسی قوت ایسی ہو سکتی ہے کہ ہمیں [illegible] کر کے بداعمال نفوس کو قابو میں لاکے خداپرست بنا دے

.. ..

.. ..

.. .. .. شومی طالع سے کلام خدا کی جگہ بے سروپا کہانیوں نے لے لی ہے۔ اسی وجہ سے معبود حق کے بجائے تمام نام نہاد مسلمانوں میں اصنام پرستی رائج ہوگئی ہے اور اس کا غلو برابر بڑھتا جاتا ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کا ڈھانچہ جبکہ اسکی سلطنتیں پارہ پارہ ہو چکی ہیں ایک دن توڑ مروڑ کے زمانہ رکھدیگا اور خداوند قدوس کا یہ وعدہ پورا ہوگا۔ کہ ہم کسی قوم کی حالت نہیں بدلتے جب تک وہ اپنی حالت آپ نہ بدلے۔

بہرحال اس نہائی مایوسی اور حیرانی میں آسمانی آواز پھر بھی ہماری شکستہ دلکی کچھ ڈھارس بندھاتی ہے اور وہ آواز یہ ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنے البتہ ہم تمہیں کسیقدر خوف سے اور بھوک سے اور مالوں کے اور جانوں کے نقصان سے آزمائیں گے (اور دیکھیں کہ تم صبر کرتے ہو یا نہیں؟) اور (اے محمدؐ) ایسے صبر کرنیوالوں کو خوشخبری سنادو کہ جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے (تو) کہتے ہیں بیشک ہم تو اللہ ہی کے ہیں (اسے اختیار ہے خواہ کچھ کرے) اور بیشک ہمیں اسی کیطرف لوٹ کے جانا ہے

معزول سلطان عبدالحمید کے روزنامچہ کا اقتباس!

مندرجہ بالا تحریر دل کا اقتباس ختم ہو چکا تھا کہ ایک اخبار میں معزول سلطان عبدالحمید کے روزنامچہ کا ایک اقتباس میری نظر پڑا۔ سلطان عبدالحمید کی رائے بھی نہایت قابل قدر ہے وہ اپنے ملکی مصائب کے اسباب اور علاج کو ہم سے بہتر سمجھتا تھا۔ چنانچہ عبدالحمید نے اپنے ملک کی افسوسناک حالت پر نظر ڈالتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ان تمام خرابیوں کا صرف ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ ہے کہ **پھر اسلام کا دامن پکڑا جائے**۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :۔

"اس زمانہ کا خیال کرو جب پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تھے جہالت کی تاریکی علم کی روشنی سے مبدل ہوگئی۔ قبیح اور مذموم عادات کی بجائے۔ فیاضی۔ سخاوت۔ اور علم لوگوں کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ جسکی وجہ سے بنی نوع انسان امن و امان راحت اور دانائی کی برکات سے مستفید ہونے لگے۔ یہ امر فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ جس وقت یورپ میں جہالت اور وحشت کا دور دورہ تھا۔ اس وقت تمام اسلامی ممالک تہذیب و شائستگی کے منتہائے عروج پر پہونچے ہوئے تھے یہ بھی یاد کرنے کے قابل ہے کہ جس زمانہ میں عیسائیوں کے جتھے یروشلم کو آزاد کرنے کے بہانے سے محض تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے ہمارے ملک پر ٹوٹ پڑے تو اس وقت ہماری حالت کیسی اعلیٰ و ارفع تھی۔ اگر ہم اپنی گذشتہ طاقت اور عظمت کو از سر نو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اپنی طاقت کے ماخذ پر نظر ڈالنی چاہیئے

[illegible] نام نہاد یورپین تہذیب کی نقل اتارنے سے ہم نجات نہیں حاصل کر سکتے۔ جس کے اندر نہایت خطرناک طاعونی مادے موجود ہیں۔ بلکہ اسکی بجائے ہمیں اسلام

کی قدیم عظمت کی بنیاد دینے قرآن کریم کے الٰہی قانون کیطرف رجوع کرنی چاہیئے۔

روس میں جھوٹا مسیح

اس زمانہ کو بالاتفاق نزول مسیح کا زمانہ قرار دیا گیا ہے

اور مسلمان - عیسائی اپنے ان نشانات اور آیات کے رو سے جو نزول مسیح کے لئے مقرر ہیں - مجبور ہیں کہ مسیح کے نزول کی کوئی حقیقت پیش کریں - عیسائی قومیں تو کبھی کوئی تعبیر کر دیتی ہیں - اور کبھی کوئی نہ کوئی جھوٹا مسیح پیدا ہو کر کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہو کر گمنام یا ہلاک ہو جاتا ہے - جو لوگ ڈوئی اور پگٹ کے حالات سے واقف ہیں وہ ان مدعیان مسیحیت کے انجام کو بھول نہیں سکتے - اب حال میں روس میں ایک جھوٹا مسیح پیدا ہوا ہے - اس کے حالات مانچسٹر گارڈین نے جو کچھ لکھے ہیں - وہ ذیل میں وطن سے لیکر دیئے جاتے ہیں - یہ عجیب بات ہے کہ حقیقی مسیح موعود جو دنیا میں مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے آیا - گو اس کے دعوے پر ہر طرح مخالفت ہوئی - اور اللہ تعالےٰ نے اس کو ہر میدان میں اپنے وعدہ کے موافق کامیاب کیا - مگر جو ذلیل سلوک ان جھوٹے مدعیوں سے ہوا ہے خدا تعالےٰ نے اسے ممتاز بنا کر اسکی حقانیت پر مہر کر دی - ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس جدید روسی جھوٹے مسیح کے حالات دیئے جاتے ہیں:-

"مانچسٹر گارڈین روس کے ایک جھوٹے پیمبر کی حکایت شایع کرتا ہے - جس سے وہاں کے زمانہ جدید کے مذہبی پہلو پر روشنی پڑتی ہے - یہ ایک راہب ہے جسنے اپنا نام انوسنٹ (معصوم) تجویز کیا ہے - دراصل مولدویہ کا باشندہ ہے اور بالٹا کی خانقاہ تھوڈوسئین میں رہتا تھا - ۱۹۱۰ء میں اسے ایک روز دفعۃً معلوم ہوا کہ سٹوڈو سیس لوشکی نامی پادری جو ۱۸۳۵ء میں فوت ہو کر خانقاہ تھوڈوسئین میں مدفون ہوا تھا - ولی تھا چنانچہ اسکی قبر اعجاز نما تصور کی گئی اس حیرت انگیز انکشاف کی خبر شعلے کیطرح لواح کے صوبہ بسارابیہ میں پھیل گئی اور دور دور سے زائرین آنے لگے - مقبرہ کی اعجاز نمائیوں - مریضوں کو شفا دینے - بری روحوں کو بھگانے اور دیگر کرامتوں کا بھی خوب شہرہ ہو گیا - خانقاہ کے منتظمین نے افواہات مذکور کو لوگوں کے رجوع اور آمدنی کا ذریعہ سمجھا - انوسنٹ (معصوم) نے اپنی انکشاف کی شہرت پر قناعت نہ کرکے - عوام میں وعظ کہنا شروع کر دیا - کہ دنیا کا خاتمہ ہونیوالا ہے - اور عنقریب قیامت آ جائیگی - اس پر حکام خوف زدہ ہوئے لیکن پھر بھی موقع آمدنی مداخلت سے باز رہے کیونکہ مواعظ کا ماحصل یہ ہوتا تھا - کہ لوگ شراب خوری و حقہ کشی چھوڑ دیں اور تمام جائیداد بیچکر روپیہ خانقاہ میں چڑھا جائیں گے - رفتہ رفتہ انوسنٹ کا حوصلہ بڑھتا گیا اور اس نے اپنے آپ کو جان بپٹسٹ اور پیغمبر الیجاہ ظاہر کیا - گویا دونوں نے اس شخص میں حلول کیا تھا - نئی رسمیں ایجاد کیں اور جدید قاعدے مقرر کئے - اس کی تابعین اکثر عورتیں تھیں - غرضیکہ نوبت یہانتک پہونچی کہ عیسیٰ مسیح

تب حکام نے مداخلت کا ارادہ کیا - پہلے تو اعلیٰ مذہبی افسروں نے انوسنٹ کو خانقاہ سے نکالنا کافی سمجھا - لیکن اس پر بھی وہ بالٹا میں رہ کر منادی میں مصروف رہا - مجبوراً انوسنٹ کو روس کے ایک دور دراز خانقاہ میں جلا وطن کیا گیا - یہ جیل انیگا پر ایک چھوٹی سی خانقاہ موروم نامی تھی تیر یا دو لیہ و بسارابیہ میں اس زندقہ کے انسداد کیلئے پادری بھیجے گئے - کارروائی ڈکورگذشتہ موسم گرما کے اختتام پر ظہور میں آئی - لیکن اس سے کچھ فائدہ مترتب نہ ہوا - مرید جوق جوق موروم جانے لگے - سینکڑوں خاندانوں نے اثاث البیت بیچکر جھیل انیگا کا رخ کیا - چونکہ انیگا انجیل کے لفظ ایڈن کے مشابہ تھا - اس لئے لوگوں کے اعتقاد کو اور بھی تقویت ہوئی - سال کے ختم ہونے سے پہلے بسارابیہ کے دہاقین عورتوں اور بچوں کی ایک بستی خانقاہ موروم کے قریب بس گئی - یہ سردی - بھوک اور دیگر صدہا قسم کی تکالیف اوٹھا کر وہاں پہونچے تھے - اور حکام نے ہر چند ان کے واپس بھیجنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی - دفعۃً ۱۹ - فروری کو انوسنٹ مع اپنے آٹھ سو زن و مرد و طفل تابعین کے غائب ہو گیا - یہ برہنہ سر و برہنہ پا بلا گرم لباس غذا و شور اک درویہ انجیل کے منتر گاتے ہوئے سب سے قریب ترین ریلوے سٹیشن کیطرف چل پڑے جو ۲۲۵ میل کی مسافت پر تھا - ارادہ یہ تھا کہ ٹرین میں سوار ہو کر نیوزیلوں (جدید خیالی مقام مقدس) کو روانہ ہوں یہ گروہ جب صوبہ در خینگل میں داخل ہوا - تو سپاہیوں ایک دستہ ان کو قریب ترین قصبہ میں لے گیا - جہاں وہ پولیس کی زیر حراست رکھے گئے - بیس سے زیادہ بچے اس سفر میں سردی اور بھوک سے مر گئے اور قافلہ کے پچاس سے زاید زن و مرد جنکے اعضاء سردی سے ٹھٹر گئے - اعضائے مذکور کو کاٹنے کیلئے ہسپتال میں داخل کئے گئے - انوسنٹ پر مقدمہ چلایا جائیگا - اس پر کفر و زندقہ کے علاوہ سٹریشن کا بھی الزام لگایا گیا ہے کیونکہ وہ ظاہر کرتا ہے کہ روس میں اب اس کے سوا کوئی راز نہ ہوگا - اور یہ کہ چین و جاپان کے سوا دنیا کے تمام بادشاہ اس کے ماتحت و حلقہ بگوش ہوں گے +

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

قرآن مجید جو ہمارا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے ہمیں ہدایت کرتا ہے - یٰایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصّٰدقین مومنو! تقویٰ اختیار کرو اور اس حصول تقویٰ کی ایک کلید یہ ہے کہ تم صادقوں کی معیت اختیار کرو

ایک صادق کی صحبت انسان کے اندر حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دیتی ہے جبکا دوسروں کو علم بھی نہیں ہو سکتا - اس لئے یہ مسئلہ تمام اقوام عالم میں کسی نہ کسی رنگ میں مسلّم ہے کہ **صحبت را اثر** +

دنیا میں بہترین راستباز اور تاثیر آفرین صادق خدا تعالےٰ کے مامور اور ان کے جانشین ہوتے ہیں - آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں جس گروہ نے اپنی عمریں بسر کیں - انہوں نے جو تبدیلی حاصل کی اس کی نظیر زمانہ میں نہیں

مل سکتی - اور یہ یقینی امر ہے - ہاں مشاہدہ اس کی تصدیق کرتا ہے - کہ جو لوگ صادقوں کی صحبت سے بے پرواہ ہو کر عمر گذارتے ہیں ان کے علوم و فنون ان کو گناہ اور زندگی اور نفسانی جذبات - سے ہرگز نجات نہیں دلا سکتے اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسکے ہم کہ دنی یقین اس بات پر ہو کہ خدا ہے ان کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا - اور جسطرح وہ اپنی اس دولت پر یقین رکھتے ہیں جو ان کے صندوقوں میں بند ہو یا اپنے ان مکانات پر جو ان کے قبضہ میں ہوں - ہرگز ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا - وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ وہ ایک مہلک زہر ہے - لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں ڈرتے - حالانکہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں - انّہ من یات ربّہ مجرماً فانّ لہ جہنم لا یموت فیھا ولا یحیٰی +

ان حالات میں یہ ضروری امر ہے کہ تقویٰ کے حصول کے لئے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر زندہ اور گناہ سوز ایمان حاصل کرنے کیلئے صادقوں کی صحبت ضروری بلکہ لازمی چیز ہے اور بدوں اس کے انسانی زندگی کا مقصد اور غرض پوری نہیں ہو سکتی - اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک صادق ہمیں عطا فرمایا - جنکو توفیق ملی اونہوں نے اس کیمیا سے پیوند حاصل کیا اور پھر اس پر ترقی کر کے اس کی صحبت کا فیض اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے موافق لیا اب اس کا جانشین اور قائم مقام ہم میں موجود ہے - اسکی پیرانہ سالی اور آئے دن بعض بیماریوں کے حملوں نے مجھے تحریک کی - اور زبردست تحریک کی کہ میں اپنے احباب کو ایک پیام پہونچاؤں اور دردناک الفاظ میں انہیں پکار کر کہوں

بشتاب گر اہل دلی دریاب گر صاحب دلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

چند روز کا ذکر ہے کہ حضرت امیر المؤمنین قرآن مجید کے درس کے بعد حدیث کا درس دینے لگے - احادیث پڑھ رہے تھے کہ آپ کی آواز میں ضعف اور کمزوری شروع ہوتی - اور چہرہ پر ایک زردی آ گئی - حالت سے ایک ربودگی نمایاں تھی - سامعین حیرت سے دیکھ رہے تھے - کہ کیا ہو رہا ہے - خود حضرت امیر المومنین اسقدر جلدی اور تیزی کر رہے تھے کہ گویا سکرات موت میں ہیں - اور چاہتے ہیں کہ بہت جلد اپنے محبوب آقا کی باتیں پہونچا دیں - ٹھیک اسی طرح پر آپ اس کلام میں مصروف تھے جیسے جیسے ایک فوج کا کمانڈر میدان جنگ میں اپنے ملک اور اہل ملک کی حفاظت میں آخری وقت میں جوش ظاہر کرتا ہے - لیکن آخر طاقت نے جواب دیدیا اور آپ بیتاب ہو کر چلے - اس کے بعد آپ پر ضعف و نقاہت کا سخت حملہ ہوا - اس وقت مجھے اس بیماری کی نسبت کیفیت لکھنی مقصود نہیں بلکہ میں اس درد و قلق کا اظہار کرتا ہوں -- جو اسی حالت کو دیکھ کر میرا ہوا - اور اس درد نے مجھے اس آرٹیکل کی تحریک کی -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کو ہم نہایت مبارک اور تسلی و اطمینان کا ذریعہ سمجھتے تھے - اور اس دور

مہدی ہیں ایسے خوش تھے۔ کہ گویا یہ سایہ سر سے کبھی اٹھنے والا نہیں۔ مگر یکایک ہمیں داغ یتیمی دیکھنا نصیب ہوا یہ تو اللہ تعالٰے نے اپنے فضل سے ہماری دستگیری کی کہ ایک صدیق کو کھڑا کر دیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بھی عمر کے آخری حصہ میں ہے اللہ بیماری کے اس پر متواتر حملے ہوتے ہیں۔ جو نعمت نورالدین کے ذریعہ ہمیں ملی ہے ہمنے اس کی ابھی تک وہ قدر نہیں کی جو کرنی چاہیئے تھی۔ میں دوسروں کا ذکر نہیں کرتا اپنی کہتا ہوں۔ کہ فی الحقیقت میں نے تو اس چشمہ کیطرف منہ بھی نہیں کیا۔ جو آب حیات کا وہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس لئے دوستو!

اگر من نکردم شما حذر بکنید

ہم دن رات دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰے اس بابرکت وجود اور نافع الناس وجود کو بہت بہت دنوں تک قائم رکھے گر اس گھڑی سے ہمیں غافل نہیں ہونا چاہیئے جو ہمیں اس سے الگ کر دے گی۔

دل میں ایک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے کیا جانئے ہمیں کیا یاد آیا

ابو البشر اور ابوالملۃ علیہما السلام اور سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم جیسے بزرگ جب اٹھ گئے۔ تو کسی اور کی کیا ہستی ہے یہ زمانہ کسی قدر بھی لمبا ہو پھر بھی کم ہے۔ اور زندگی کا ہر سانس اور ساعت ہمیں اس کے قریب کر رہا ہے۔ اس لئے میں ہمدردی سے اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ وہ **قادیان میں اپنی آمد و رفت** کے سلسلہ کو وسیع کر دیں۔ اور قادیان میں اقامت کے زمانہ کو دراز کر دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت میں اگر اس مقصد کو حاصل کریں جو وہ لے کر آیا ہے۔ یہ زمانہ پھر آنیکا نہیں۔ بڑے بڑے عالم۔ بڑے بڑے طبیب اور قرآن دان بھی ہوں گے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ

نورالدین نہ ہوگا!

وہ درد وہ تڑپ اور خیر خواہی کا جوش جو اللہ تعالٰے نے اسکی فطرت میں رکھا ہے وہ نہیں ملیگا۔ اس لئے اس سے پہلے کہ تم اس زمانہ کو یاد کرو۔ اسی کی قدر کرو۔ وہ تم سے تمہارے سلام کا بھی خواہشمند نہیں۔ ہاں یہ چاہتا ہے تمہارا بھلا ہو۔ تم کو دین سوجھے اور تمہاری عملی اصلاح ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ لکھا ہے کہ۔ سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا وہ قرآن مجید کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ہاں یہ بات بھی درست ہے۔ کہ قرآن ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے مگر قرآن کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جس پر قرآن شریف نازل ہوا۔ یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قایم مقام ٹھیرایا گیا۔ اگر قرآن اکیلا ہی کافی ہوتا تو خدا تعالٰے قادر تھا کہ قدرتی طور پر درختوں کے پتوں پر قرآن لکھا جاتا۔ یا لکھا لکھایا آسمان سے نازل ہو جاتا۔ مگر خدا تعالٰے نے ایسا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف کو دنیا میں نہیں بھیجا۔ جب تک معلم القرآن دنیا میں نہیں بھیجا گیا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے صحیح مفہوم اور علمی روح کو حاصل کرنیکے لئے اس معلم الکتب کی تلاش میں ہو جسکی تفسیر کو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے لکھا ہے کہ آسمانی تفسیر ہے۔

غرض میں نے اس خیال سے کہ لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ پسند کیا کہ احباب کو اس نعمت کی قدر سے باخبر کروں میں خود خدا کے فضل و کرم سے یہ ارادہ کرتا ہوں کہ تا وقتیکہ کوئی اشد ضرورت پیش نہ آئے جس کے لئے مجھے قادیان سے باہر جانا پڑے۔ میں آج کے بعد قادیان سے نکلنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے اپنے دوستوں کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بہت جلد جلد قادیان آئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت میں زیادہ دیر تک رہنے کا انتظام کریں۔ جن کو موقع ملسکتا ہے وہ ضرور لمبے عرصہ کیلئے یہاں آئیں اور بار بار آئیں۔ میں نے اس پیغام کو آپ تک پہونچا دیا ہے۔ اور پھر کہتا ہوں۔

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

انجمن خدام کعبہ کی تحریک

بت کریں آرزو خدائی کی ٭ ہے شان تیری کبریائی کی

مسلمان اپنی شامت اعمال سے صراط مستقیم کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں اور منزل مقصود کا پتہ نہیں پاتے۔ اسلئے وہ اپنی بھلائی بہتری اور بازیافتگی اقبال کیلئے جو تدبیر سوچتے ہیں۔ وہ نہایت بیہودہ اور گمراہ کرنے والی ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ منزل مقصود کے قریب ہوں اس سے اور بھی دور ہو رہے ہیں۔ تھوڑے دنوں سے مسٹر شوکت علی بی اے علیگ مسلمانان ہند کے سامنے خدام کعبہ کی ایک انجمن بنانے کے لئے تحریک کر رہے ہیں۔ اس مطلب کے لئے انہوں نے دورہ بھی کیا ہے اور اپنے خیالات کو لوگوں کے سامنے رکھا ہے مگر جو قوم اپنے اسلاف کے نقوش قدم کو جان بوجھکر گم کر چکی ہو اور جو حقیقی رہنما کو چھوڑ کر فرضی اور بے خود غلط رہنماؤں کے پیچھے جا رہی ہے۔ وہ اس حالت میں جس آواز کو بھی سنتی ہے اسے لبیک کہنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ سب سے بڑھ کر تعجب اور افسوس ان لوگوں پہ ہوتا ہے جو قرآن دانی اور علم دین سے واقفیت کا بھی ادعا کرتے ہیں اور پھر ایسی تجویزوں کی تائید کرتے ہیں۔

مسٹر شوکت علی صاحب نے امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ "اگر کوئی جابر سلطنت یا ظالم بادشاہ خانہ کعبہ پر گولہ باری اور ایسے متبرک مقام کی بے حرمتی کرے تو ہم اس وقت کیا بنا سکیں گے؟۔ اگر ہم آج سے اس کام کا بیڑا نہ اٹھائیں گے تو اس وقت پر ہمیں وہی ذلت نصیب ہوگی جو مشہد مقدس کے معاملہ میں ہوئی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ابھی سے **ایک انجمن خدام کعبہ کے نام سے بنائی جاوے۔** آگے چلکر انہوں نے بتایا ہے کہ اس کے ممبر فی کس ایک روپیہ سال چندہ دیں اس کا ایک حصہ صرف **حفاظت کعبہ** کے لئے اس اسلامی بادشاہت کو دیا جایا کرے جس کی قلمرو میں خانہ کعبہ ہو اور ایک حصہ مسلمانوں کی تعلیم اور اشاعت اسلام کے کام میں دیا جایا کرے اور ایک حصہ اسلامی سلطنتوں کو ضرورت کے وقت دیا جایا کرے

یہ تحریک کوئی پولیٹیکل تحریک نہیں بلکہ خانہ کعبہ کی حفاظت کیلئے ہے جو ہمارا مذہبی مقام ہے۔ جس کی حفاظت ہر مسلمان پر فرض ہے ہمیں اس تحریک کو گورنمنٹ کے قانون کے ماتحت رہکر انجام دینا چاہیئے یہ دینی کام ہے۔ ملکی اور سیاسی امور سے اسے کوئی تعلق نہیں"۔

یہ مسٹر موصوف کی تقریر کا لب لباب ہے جو انہوں نے امرتسر میں کی۔ مسٹر موصوف کی یہ تحریک بظاہر نہایت چمکدار اور خوش نما اور دلکش ہے۔ مگر اس تحریک کیلئے وہ شعر نہایت ہی موزوں ہے جو میں نے اوپر لکھا ہے۔

بت کریں آرزو خدائی کی ہے شان تیری کبریائی کی۔

ایسی بیہودہ اور لغو تحریکوں کے خلاف بولنا شاید میرے ہی حصہ میں آیا ہے۔ اور میں اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ کعبہ کی حفاظت کا ادعا واقعی دعوی خدائی ہے۔ اگر ہمارے اندر اتنا بھی ایمان ہوتا جسقدر عبدالمطلب کے دل میں تھا تو ایسی بیہنگم تجویز ہم پیش کرنے کی جرأت نہ کرتے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال میں جب اصحاب فیل نے مکہ معظمہ پر حملہ کیا اور چاہا کہ اس بیت ایل کی اینٹ سے اینٹ بجا دے اور اس کے لشکر کی کثرت نے تمام لوگوں کو حیران کر دیا اور مکہ کے لوگ پہاڑوں پر چلے گئے تو جنود ربانی نے جنکی شان ہے ما یعلم جنود ربک الا ھو۔ اصحاب فیل کو ہلاک کر دیا یہ واقعہ تاریخوں میں موجود ہے جس غرض کیلئے میں نے اس کو یہاں درج کرنا چاہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سپہ سالار اصحاب فیل نے عمائد مکہ میں سے صرف عبدالمطلب کو منتخب کر کے بلایا اور اعزاز و اکرام کیا اور کہا کہ کچھ مانگو۔ عبدالمطلب نے نہایت بے پرواہی سے جواب دیا کہ میری سو اونٹنیاں آپ کے آدمیوں نے پکڑ لی ہیں مجھے واپس ملیں سپہ سالار نے کہا یہ کم عقل ہے اس نے کیا مانگا۔ اس کے جواب میں عبدالمطلب نے جو کچھ کہا وہ مسٹر شوکت علی اور ان کے ہم خیالوں کو غور سے پڑھنا چاہیئے عبدالمطلب نے کہا۔ میں کم عقل نہیں **مکہ معظمہ کا مالک اللہ ہے مکہ معظمہ کی فکر وہ کریگا جو اس کا مالک ہے** مجھے فکر اونٹنیوں کا تھا۔ مکہ کا فکر اس کا مالک کرے۔

عبدالمطلب کے اس جواب نے سپہ سالار کو حیران کر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ آخر بلا فتح مکہ معظمہ اس کا لشکر تباہ ہو گیا۔ یہ ایک نشان عظیم تھا۔ اور آج سورۃ الفیل کی تلاوت ہمیں اس کی یاد دلاتی ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کی تلاوت کریں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں اور مسلمان کہلا کر سمجھتے ہیں کہ **مکہ معظمہ کی حفاظت اگر ہم نہ کریں گے تو وہ تباہ ہو جائیگا**

نعوذ باللہ من ذالک الخرافات۔

ایسے بکواس کسی کے منہ سے نکلنے نہایت قابل شرم اور قابل افسوس ہے **ہم کیا؟ اور مکہ معظمہ کی حفاظت کیا؟**

اگر مکہ کی حفاظت اس وقت کے مسلمانوں پر آرہی ہے تو یاد رکھو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ کیا وہ لوگ مکہ کی حفاظت کریں گے جو میدان جنگ میں رشوتیں لینے سے باز نہیں آتے۔ جو اسلام کی حرمت اور قدر اتنی ہی کرسکتے جتنی اپنی داڑھی کی صفائی کی کرتے ہیں۔ ترکی مجروحوں کے لئے لوگوں سے چندہ لیکر کھا جاتے ہیں؟ شعایر اسلام سے نا واقف ہیں۔ اور کعبہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑھنے کی عادت ہی نہیں رکھتے۔

خدا کے لئے سوچو ایسے بڑے بول مت سے نہ نکالو۔ اللہ تعالٰی نے مکہ معظمہ کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا ہے اور اسی کی حفاظت کے ماتحت ہی اس وقت تک ہے وہ ایک نشان ہے وہ مٹ نہیں سکتا۔ اگر اسلام سچا ہے اور ہے اگر قرآن کریم خدا کی کتاب ہے اور یقیناً ہے تو یاد رکھو زمین آسمان ٹل جاویں گے یہ نشان نہیں مٹے گا۔ جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد ذلک لتعلموا ان اللّٰہ بکل شیءٍ علیم۔

کعبۃ اللہ کا وجود تو اللہ تعالٰی نے ایک آیت اور نشان کے طور پر قایم کیا ہے۔ اور یہ آج بھی ایک دہریہ اور سٹریٹ پر حجت ہو سکتا ہے۔ اس کا اعزاز و احترام ایک آیۃ اللہ ہے۔ اس وقت جبکہ وہاں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالٰی نے اسے تباہ و برباد ہونے سے بچایا۔ اور آیندہ دنیا کے ختم ہونے تک کبھی کوئی وقت اس پر نہیں آسکتا کہ نعوذ باللہ وہ تباہ ہو سکے اس کو تباہ کرنے والے مٹ جائیں گے سورۃ الفیل قرآن مجید میں ایسے شان کو ظاہر کر رہی ہے۔ بہر حال کعبہ کا احترام و اسکی حفاظت کسی کے ذمہ نہیں۔ اور عبد المطلب کے الفاظ نہایت قابل قدر اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ؟

مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ ایسی تجویز کو کہا جاتا ہے کہ پولیٹیکل نہیں۔ کاش مسٹر شوکت علی جیسے آدمی کے منہ سے یہ لفظ نہ نکلتے۔ اگر وہ اس تجویز کی بجائے یہ پیش کرتے کہ مسلمانوں این پابندی ارکان اسلام کے لئے کوشش کیجاوے اور حقیقی معنوں میں خدام کعبہ ہم لوگ بنیں تو یہ بات مفید اور موثر بھی ہوتی اور نری مذہبی تحریک ہو سکتی۔ مگر اب تو یہ خالص پولیٹیکل تحریک ہے۔

خدام کعبہ ہونے کے حقیقی معنے تو یہی ہیں کہ فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوعٍ و اٰمنھم من خوفٍ پر ہمارا عمل ہو۔ واقعات نے بتا یا ہے کہ عین جاہلیت کے زمانہ میں اللہ تعالٰی نے بیت ایل کی حفاظت کا نمونہ دکھا دیا ہے۔ اور میں تو یقین رکھتا ہوں اور ہر مسلمان کو رکھنا چاہیئے کہ اگر قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور ضرور ہے تو بیت الحرام کبھی کسی کے ہاتھ سے تباہ نہیں ہو سکتا اس کو تباہ کرنیوالے خود ذلیل اور تباہ ہونگے۔ اگر دنیا میں ایک بھی مسلمان نہ ہوگا۔ تو اس وقت بیت الحرام کی عزت و احترام کے لئے کسی قسم کی قربانی کرنے کے قابل ہو تو بیت کے سبب ذات اور کوہستان مکہ کے سنگلاخ ان دشمنوں کو ہلاک کر دینگے

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں اگر مکہ پر حملہ ہو تو تم کیا کرو گے میں اس قسم کے سوالات کو لغو اور بیہودہ سمجھتا ہوں ہم میں کوئی شخص اپنے گھر کی حفاظت کسی ایسے شخص کے سپرد نہیں کرتا جو اسکا اہل نہ ہو۔ تو اگر اللہ تعالٰی نے ہمیں اسکا خادم بنائیگا تو وہ ہمیں قدرت اور اس کے سامان بھی دیگا۔ تم کیوں فکر کرتے ہو۔ تمہیں یہ مناسب ہے کہ تم مسلمان بنو اور سارکان اسلام کی عملی روح پیدا کرو مگر یہ یاد رکھو کہ یہ باتیں میسر نہیں آسکتیں ہیں جب تک تم اعتصام بحبل اللّٰہ نہ کرو۔ خدا تعالٰی کی رسی اس کا قرآن مجید اور اس کے حامل اور معلم اور خلفاء ہوتے ہیں اللہ تعالٰی نے اس وقت بھی ایک معلم کتاب اللہ ہم میں بھیجا اور اس کا جانشین اور صدیق وہی کام کر رہا ہے تم چاہتے ہو تو اس سے تعلق پیدا کرو کہ وہ تمہارے اغلال کو دور پھینکدیگا۔ جب تک ایک امام کیسا تھ قوم کا تعلق نہیں ہو سکتا یہ انفرادی خیالی منصوبے محض نکمے ہیں۔ ان سے قوم کے اندر کوئی روح پیدا نہیں ہوتی۔ میں تو کھلے اور صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ کعبہ کی حفاظت کا دعوٰے کرنا شعائر اللہ کی بے ادبی ہے اس لئے ہم کو اس تعلیم کا عامل بننا چاہیئے۔ جس کا سرچشمہ مکہ معظمہ ہے جسکے لئے اللہ تعالٰی وعدہ کر چکا ہے کہ پھر باطل وہاں اپنا قدم نہیں جما سکتا۔ ما یبدئ الباطل وما یعید۔ اللہ تعالٰی کی باتیں سچی اور اٹل ہیں۔ کعبہ تو محترم رہیگا و محفوظ رہیگا۔ لیکن ہمیں تو افسوس اور فکر یہ ہے کہ ایک طرف ہم خدام کعبہ ہونیکے مدعی ہوں۔ دوسری طرف ہم سے اسلام کو عار ہو تو یہ باتیں فضول گوئی سے بڑھکر وقعت نہیں رکھیں گی۔ مسٹر شوکت علی صاحب کے ساتھ مجھے محبت ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے ایک محترم بھائی اور میں روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں۔ اسلئے اس برادرانہ حقوق کی بنا پر مجھے یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ وہ اس قسم کی بلند پروازیوں کو چھوڑ کر قوم میں ایک عملی روح پیدا کرنے کیلئے قدم اوٹھائیں۔ مسلمان مسلمان بن جائینگے تو عزت و اقبال ان کے پیچھے پیچھے چلا آئیگا۔ اس زمانہ میں خدا تعالٰی نے اپنے مامور کو کہدیا ہے۔

جو دو رسے خسروی آغاز کردند ✣ مسلمان را مسلمان باز کردند

غرض میں نے بھی درد دل سے ایک مشورہ دینے کی کوشش کی ہے۔ حفاظت کعبہ کے مدعی اس پر غور کریں ✣

مختصر اور دلچسپ نوٹ

قسطنطنیہ کے مسلمانوں کی حالت

یہ ایک فطرتی بات ہے کہ انسان مصائب و شکایات میں خدا تعالٰے کیطرف رجوع کرتا ہی مگر قسطنطنیہ کے مسلمانوں کی شرمناک حالت کا جو نقشہ ڈاکٹر شمس البیاری نے دکھایا ہے وہ نہایت افسوسناک اور کسی مصیبت کا پیش خیمہ معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر شمس الباری صاحب ہندوستانی ہلال احمر کے طبی وفد کے ساتھ گئے تھے۔ مقدونیہ کے میدان جنگ کے بعد ہندوستان واپس آتے ہوئے مصر میں ٹھیرے ہیں۔ وہاں اڈیٹر المویّد سے انہوں نے جو گفتگو کی ہے وہ غور سے پڑھنے کے قابل ہے اس کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ قسطنطنیہ کے مسلمان کیا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شمس الباری ہندی ہلال احمر کے ایک رکن دو ماہ آستانہ میں قیام کے بعد وہاں سے ہندوستان واپس آجاتے ہیں۔ مصر میں ہم سے ملے یہ بڑے غیور اور مخلص محب اسلام ہیں۔ ان کی باتوں سے ایسا معلوم ہوا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو حکومت عثمانیہ کی مالی اعانت پر اکسانے کے لئے وہ واپس جاتے ہیں۔ آستانہ سے روانگی کے قبل وہ شیخ الاسلام سے بھی ملے تھے اور شیخ الاسلام نے ان کے ہاتھوں تمام مسلمانان ہند اور چندہ دہندگان و مہتممان ہلال احمر کو سلام و شکریہ کہلا بھیجا ہے اور اس نازک وقت میں برادرانہ مساعدت کی تاکید کی ہے ڈاکٹر صاحب دو مہینے آستانہ میں رہے اس عرصہ میں انہوں نے دار الخلافہ کی تمام قابل دید چیزیں دیکھیں وہ کہتے ہیں کہ قہوہ خانے اور کھیل تماشوں کے مقامات قسطنطنیہ میں بدستور رونق پذیر ہیں۔ اور اہل آستانہ لہو لعب و نشاط بازی میں ایسے مصروف کہ گویا ان کے ملک رنج انگیز اور مضطرب کن آفت آئی ہی نہیں ہے حالانکہ بلاد عثمانیہ کے باشندوں پر اس وقت جیسی مصیبتیں نازل ہیں ان سے اقطار اسلامیہ کے قریب و بعید سب کمال متاثر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ان کو یہ حالت دیکھکر سخت حیرت اور ایک قسم کا دلی اندوہ ہوا کہ باشندگان آستانہ قہوہ خانوں اور تھیٹروں میں خوشی منا رہے ہیں۔ اور دشمن گھر کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اہالی دار الخلافہ کو نہ جنگ میں ہونے کی پرواہ ہے اور نہ اس بات کا خیال کہ اپنے ملک کو مصائب سے نجات دینے کی تدبیر کریں وہ سخت غافل ہیں۔ اور بے خبر ہو سوئے ہیں ڈاکٹر صاحب نے باشندگان آستانہ کی حالت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا اہل استنبول دینی اور اسلامی قومی روایات کو پس پشت ڈالکر یورپین تمدن کے ظاہری جلووں پر مٹ گئے ہیں۔

طرز ماندہ بود۔ غذا و لباس اور ہر چیز میں وہ یوروپین ہیں۔ صرف ترکی ٹوپی انہیں دیگر اہل یورپ سے ممتاز بناتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اسکندریہ (مصر) بھی مصری مسلمانوں کی یہی حالت دیکھنے کا گلہ کیا ✣

ایڈیٹر نور بھر تیور میں

پچھلے دنوں میرے محترم و عزیز بھائی ایڈیٹر نور بھرتپور گئے انجمن اسلامیہ کی درخواست پر وہاں لیکچر دینے گئے جہاں انہوں نے ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں نہایت قابلیت اور فصاحت کے ساتھ اسلام کی خوبیوں اور دوسرے مذاہب کی حقیقت پر لیکچر دیئے۔ اس مجمع میں علماء ہند مدعو تھے۔ مگر بس خداداد قوت سے ایڈیٹر صاحب نے اپنے فرض تبلیغ کو ادا کیا اور وہ ایک فضل الٰہی ہے ان کے لیکچروں نے ڈیگ کے مسلمانوں کو امادہ کیا کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح سے ان کو وہاں لے جانیکی درخواست کریں چنانچہ انکی درخواست پر انہوں نے ڈیگ میں جا کر بھی مفید اور موثر لیکچر دیئے۔ اللہ تعالٰی انہیں بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

موجودہ بیماری کا علاج

اس وقت مسلمانان عالم کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں اور مرگ انبوہ جشنے دارد کے ماتحت مسلمانوں میں